محمد سعید

دیوانِ غالب نسخۂ عرشی کی تین اشاعتیں
(تعارف اور طریقِ تدوین کا جائزہ)
Three Editions of Deewan-e-Ghalib, Nuskha-e-Arshi

Muhammad Saeed, Assistant Professor, Government College University, Lahore.

Abstract:

Dewan-e-Ghalib, Nuskha-e-Arshi is a very authentic edition of Ghalib's verses. Its three editions have been published till now. Maulana Imtiaz Ali Arshi started its editing in 1942 but he completed and published its first edition in 1958. Maulana Imtiaz Ali Arshi had made many changes in first edition after its publication Maulana Imtiaz Ali Arshi had completed it for publication but it was published after his death in 1982. Third edition of Nuskha-e-Arshi was published in 1992 but it was just a copy of 2nd edition. In this article I have introduced the bibliographical information and textual contradictions of Nuskha-e-Arshi. I have discussed Maulana's editing and research method and the brief story of its publication.

"دیوانِ غالب" اُردو نسخۂ عرشی کے اب تک تین ایڈیشن شایع ہو چکے ہیں۔ پہلے ایڈیشن (۱۹۵۸ء) میں مولانا عرشی نے، اس وقت تک کا معلوم اور میسّر، غالب کا تمام اُردو کلام تاریخی ترتیب سے مرتّب کر دیا تھا۔ اس کے بعد نو دریافت کلامِ غالب بھی سامنے آتا رہا اور کچھ کلام الحاقی بھی قرار پایا۔ اس دوران میں "دیوانِ غالب" کے کچھ مزید قلمی اور مطبوعہ نسخے بھی سامنے آئے؛ لہٰذا نسخۂ عرشی کو نو دریافت کلام اور تازہ معلومات کے پیشِ نظر مرتّب اور مزیّن کیا گیا۔ ترمیم و اضافہ شدہ، یہ دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں شایع ہوا۔ اس دوسرے ایڈیشن پر مبنی، نسخۂ عرشی کا عکسی ایڈیشن تیسری بار ۱۹۹۲ء میں شایع ہوا۔ جس میں کسی طرح کا، کوئی ترمیم و اضافہ نہیں ہے۔ یہاں اس مضمون میں نسخۂ عرشی کی ان مختلف اشاعتوں کے کتابیاتی کوائف، طریقِ ترتیب و تدوین اور طباعت و اشاعت کی روداد بیان کرنا اور جائزہ لینا مقصود ہے۔

(۱)

''دیوانِ غالب'' اُردو نسخۂ عرشی پہلی بار ۱۹۵۸ء میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوا لیکن اس کی ترتیب و طباعت اور اشاعت کی کہانی کچھ طول چاہتی ہے، جو مولانا عرشی کے خطوط بہ نام مالک رام اور مختار الدین احمد یا دیگر کے نام خطوط میں پھیلی ہوئی ہے۔ مولانا عرشی، نسخۂ عرشی کی اشاعت (۱۹۵۸ء) سے کوئی ۱۶ برس پہلے اس موضوع پر کام کا آغاز کر چکے تھے۔ گویا ان کی یہ کاوشِ علمی ۱۶ برس کی عملی دیدہ ریزی کا ثمر ہے۔

''دیوانِ غالب'' کی ترتیب و تدوین کے بارے میں غور و فکر یا اس کا باقاعدہ آغاز، مولانا عرشی نے ''انتخابِ غالب'' (۱۹۴۲ء) کی اشاعت کے بعد، پہلے پہل ''ادارۂ تحقیقات اسلامی''، بمبئی، کے ڈائریکٹر آصف فیضی کے کہنے پر شروع کیا۔ مولانا عرشی، مختار الدین احمد کو اپنے ایک خط، مورخہ ۱۰۔ اپریل ۱۹۵۴ء میں لکھتے ہیں:

> ''میں آج کل دیوانِ غالب اُردو، اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے لیے مرتب کر رہا ہوں۔ یہ بتا دوں کہ یہ کوئی نیا کام نہیں ہے بلکہ ''انتخابِ غالب'' کی اشاعت کے متصل بعد، میں نے آصف فیضی صاحب سے وعدہ کر لیا تھا...... اب انھوں نے سخت تقاضا کیا اور بتایا کہ حکومتِ ہند نے اس کی طباعت کے لیے جو رقم دی ہے اُسے جلد خرچ کر دینا ضروری ہے چناں چہ مجبور ہو کر اور کوئی راہِ گریز نہ پا کر میں نے اس کام کو ہاتھ میں لے لیا۔ انشاء اللہ ایک دو ماہ میں ختم ہو جائے گا۔'' [۱]

اس سے بھی پہلے مولانا عرشی، مالک رام کو ۲۴۔ ستمبر ۱۹۴۷ء کو لکھتے ہیں:

> ''آج کل میں غالب کے اُردو دیوان کو ایڈٹ کر رہا ہوں۔ تمام معتبر قلمی اور مطبوعہ نسخوں سے مقابلہ کر ڈالا ہے۔ صرف مولانا شیرانی مرحوم کا نسخۂ دیوانِ غالب دیکھنا ہے جو اب پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے۔'' [۲]

مالک رام کے نام اس خط سے، دیوانِ غالب کی ترتیب و تدوین کے کام کی رفتار کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۹۴۷ء تک مولانا عرشی، اس وقت تک کے معلوم قلمی و مطبوعہ نسخوں سے مقابلہ کر چکے تھے اور نسخۂ شیرانی دیکھنا ابھی باقی تھا۔

نسخۂ عرشی (طبع اوّل)، موجودہ مطبوعہ صورت میں کلامِ غالب کو جس تاریخی ترتیب سے، یا تدوین کے جس معیار کو پیش کرتا ہے۔ یہ انداز اور معیار اس کے آغازِ ترتیب ہی سے مولانا عرشی کے پیشِ نظر تھا لیکن موجودہ صورت میں جن تین حصوں (گنجینۂ معنی،

نوائے سروش اور یادگارِ نالہ) میں اس کلام کو تقسیم کیا گیا ہے؛ ابتداً اس کو اس ترتیب سے پیش کرنا اُن کے پیشِ نظر نہ تھا۔ ترتیبِ دیوان کے اس منصوبے کے ابتدائی طریقۂ کار کے بارے میں، مولانا عرشی، ۱۲۔ مارچ ۱۹۵۴ء کو، مختار الدین احمد کو یوں وضاحت کرتے ہیں:

> ''۳۱ مارچ ۱۹۵۴ء تک متداول دیوان کا تمام معتبر نسخوں سے مقابلہ کر کے بھیج دینا ہے۔ اس کے بعد وہ اشعار مرتب کروں گا جو صرف نسخۂ حمیدیہ میں پائے جاتے ہیں اور بعد ازاں وہ شعر، جو یا تو ابھی تحقیق طلب ہیں، یا کسی نہ کسی وجہ سے رتبے میں بلند نہیں ہیں۔ اس دوسرے حصے کے ساتھ ایک مفصل دیباچہ ہوگا اور اختلافِ نسخ پر نیز تشریحِ اشعارِ سقیم ۔۔۔ شاعر پر مباحث ہوں گے۔''[۴]

اسی خط میں آگے چل کر، مختار الدین احمد کی کسی فرمائش پر کوئی کام کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''انشاء اللہ ۳۱ مارچ یعنی دیوانِ غالب اوّل کی ترتیب و تصحیح کے بعد اس کتاب کو شروع کر دوں گا۔''[۵]

اس خط کے مندرجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ شروع میں مولانا عرشی، حصّۂ اوّل کے طور پر متداول کلام کو رکھنا چاہتے تھے اور اس کو ۳۱۔ مارچ ۱۹۵۴ء تک مکمل کر کے، ''ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی'' بمبئی کو بھیج دینا چاہتے تھے۔ پھر حصّۂ دوّم میں انھوں نے صرف نسخۂ حمیدیہ کے اشعار کو جمع کرنا تھا اور اس کے بعد آخری اور تیسرے حصے میں تحقیق طلب یا کم اہم اشعار کو رکھنا تھا۔ لیکن بعد کی تحقیق و تلاش سے، مزید نسخے مل جانے اور ان پر غور وفکر سے، اس ترتیب کو تبدیل کر کے وسیع اور مزید بہتر طور پر پیش کیا۔ اب مطبوعہ صورت میں، متداول کلام حصّۂ دوّم ''نوائے سروش'' کے طور پر شامل ہے اور حصّۂ اوّل ''گنجینۂ معنی'' ہے۔ اس میں بھی صرف نسخۂ حمیدیہ کے اشعار نہیں بلکہ نسخۂ شیرانی اور ''گل رعنا'' کے اشعار بھی شامل ہیں۔ اس طرح تاریخی ترتیب میں بھی دیوان کی پہلی مجوزہ ترتیب کی نسبت بہتری پیدا ہوگئی۔

مولانا عرشی ۱۹۵۴ء تک نہ صرف دیوان کی ترتیب مکمل کر لینا چاہتے تھے بلکہ اس کی اشاعت کی بھی توقع رکھتے تھے۔ مالک رام جو اس وقت مصر میں تھے اور جولائی ۱۹۵۴ء میں اُن کے واپس ہندوستان آ جانے کی خبر تھی، اُن کو اپنے ایک خط مورخہ ۲۴۔ مارچ ۱۹۵۴ء میں لکھتے ہیں:

> ''بعید نہیں کہ انشاء اللہ آپ ہندوستان آئیں تو دیوانِ غالب بہ تصحیحِ عرشی کا تحفہ آپ کی خدمت میں فوراً پیش کر دیا جائے۔''[۶]

لیکن ۱۹۵۴ء میں اس کی اشاعت عمل میں نہ آ سکی کیوں کہ اسی دوران میں مولانا عرشی کو دو مزید نسخے مل گئے جنھیں دیکھ لینا اور استعمال کرنا مولانا عرشی جیسے مدوّن کے لیے ضروری ہو گیا۔ چناں چہ اب اشاعت کی جلدی رہی نہ یہ فکر کہ ''ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی'' اپنا بجٹ، خرچ کر بیٹھے گا۔ مختار الدین احمد کو ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء کے خط میں دو اور نسخوں کے مل جانے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''خدا کی قدرت کہ اس عرصے میں دو ایسے قلمی نسخے ہاتھ آ گئے کہ جی باغ باغ ہو گیا اور غزلیات کی تاریخی ترتیب میں مزید سہولت پیدا ہو گئی۔ ان کا کام بھی ختم کے قریب ہے نظرِ ثانی کر رہا ہوں۔''[۷]

آخرِ کار مولانا عرشی ۱۹۵۴ء کے آخر یا ۱۹۵۵ء کے شروع میں دیوانِ غالب نسخۂ عرشی کی ترتیب و تدوین مکمل کر کے (بغیر دیباچے کے) ''ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی'' بمبئی کو اشاعت کے لیے بھیج چکے تھے۔ لیکن ادارہ مذکور سے یہ دیوان شایع نہ ہو سکا۔ سبب صرف یہ ٹھہرا کہ مرتّب نے دیوان اور دیباچہ ایک ساتھ نہیں بھیجے۔ ادارے کے اس بے لچک اصول پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے کہ ایک شخص کی برسوں کی محنت اور دیدہ ریزی یوں غارت کی۔ علمی کاموں کی حوصلہ شکنی کی یہ بھی ایک ''نادر'' مثال ہے۔ اس بے قدری پر، مولانا عرشی کی جو ذہنی کیفیت ہوئی ہوگی اس کا کچھ اظہار ذیل کے اقتباس سے بہ خوبی ہو رہا ہے۔ ۲۰۔ فروری ۱۹۵۶ء کے ایک خط میں مولانا عرشی، مختار الدین احمد کو لکھتے ہیں:

> ''دیوانِ غالب میں نے مکمل کر کے بھیج دیا تھا۔ اسے ایک سال کے قریب ہو گیا۔ ناشرین کا تقاضا تھا کہ دیباچہ بھی ارسال کروں۔ میں نے جواب دیا کہ میں اصل کتاب کے پروف دیکھ لینے کے بعد دیباچہ اور انڈکس وغیرہ مرتّب کروں گا۔ سرِ دست علالت کے باعث مجبور ہوں۔ انھوں نے شاید اپنی انجمن کے اصول میں لچک پیدا کرنا نہ چاہی۔ میں نے مزید اصرار پر لکھ دیا کہ اگر آپ بغیر دیباچہ وصول کیے طباعت نہیں کر سکتے تو مسودے کو پھاڑ کر پھینک دیجیے۔ اس کے بعد مجھے کچھ خبر نہیں کہ اس سلسلے میں کیا ہوا ہے۔''[۸]

''اس سلسلے میں کیا ہوا'' کی وضاحت، مختار الدین احمد اپنے نام، اس خط کے حاشیے میں کرتے ہیں:

''فیضی صاحب کے 'ادارۂ تحقیقات اسلامی' (بمبئی) سے یہ دیوان نہ شایع ہو سکا۔ اس لیے کہ وہ دیوان کے متن کے ساتھ ساتھ دیباچہ، اشاریہ وغیرہ سب ہی کے مسوّدات ایک ساتھ چاہتے تھے۔''[9]

اس خط کے دو اڑھائی برس بعد ''دیوانِ غالب'' نسخۂ عرشی پہلی بار، انجمن ترقیِ اُردو (ہند) علی گڑھ سے شایع ہوا۔ انجمن سے چھپوانے کے لیے، اس کی طباعت خود مولانا عرشی نے رام پور میں اپنی نگرانی میں مکمل کروائی اور طباعت شدہ مسوّدہ انجمن کو اشاعت کے لیے بھیجا۔ دیباچے کے آخر میں مولانا عرشی کے دستخط اور یکم دسمبر ۱۹۵۸ء کی تاریخ درج ہے اور نسخۂ عرشی کے اشاعتی کوائف میں سال اشاعت ۱۹۵۸ء درج ہے۔ انجمن کی طرف سے اس کی اشاعت کے بارے میں پہلی خبر، انجمن کے ہفت روزہ اخبار ''ہماری زبان'' ۱۵۔ فروری ۱۹۵۹ء کے شمارے میں ''غالب کی یاد میں'' کے تحت چھپی:

''غالبؔ کی برسی کے موقع پر 'انجمن ترقیٔ اُردو ہند' کی طرف سے 'دیوانِ غالب' کا ایک نیا ایڈیشن تاریخی ترتیب کے ساتھ شایع ہوا ہے جسے مشہور محقق جناب امتیاز علی عرشی نے برسوں کی تلاش اور تحقیق کے بعد تمام قلمی و مطبوعہ نسخوں کی مدد سے تیار کیا ہے اور جس میں غالب کا سارا اُردو کلام یک جا ہو گیا ہے......''[10]

اس خبر میں دیوان ''شایع ہوا ہے'' محض حسنِ بیان ہے کیوں کہ آخر فروری تک دیوان کے مطبوعہ فرمے، جلد بندی اور اشاعت کے لیے ابھی انجمن کے پاس نہیں پہنچے تھے۔ مولانا عرشی ۲۲۔ فروری ۱۹۵۹ء کو اپنے ایک خط میں اکبر علی خاں عرشی زادہ کو لکھتے ہیں:

''سرور صاحب کی خدمت میں جاؤ تو بتا دینا کہ دیوان کے مطبوعہ فرمے ہفتے عشرے میں جلد بندی کے لیے علی گڑھ بھیج دیے جائیں گے۔''[11]

گویا فروری ۱۹۵۹ء تک نسخۂ عرشی کی جلد بندی نہیں ہوئی تھی۔ ''ہماری زبان'' ہی کے یکم مارچ ۱۹۵۹ء کے شمارے میں صفحہ ۸ پر نسخۂ عرشی طبع اوّل کی اشاعت کا پہلا اشتہار نظر آتا ہے جس کی عبارت یہ ہے:

''دیوان غالبؔ اُردو'' مرتبہ: امتیاز علی عرشی

★ غالبؔ کا تمام اُردو کلام تاریخی ترتیب کے ساتھ

★ متن دیوانِ غالب کے بارہ[12] مختلف قلمی و مطبوعہ نسخوں اور دیگر حوالوں کو سامنے رکھ کر

تیار کیا گیا ہے۔ خاص خاص اشعار کی شرح، غالب کے الفاظ میں، مرتّب کا بصیرت افروز مقدمہ، نسخوں کے اختلافات کی نشان دہی۔

★ غالبؔ کی اصل تصویر کے ساتھ ساتھ، ممتاز فن کار عبدالرحمٰن چغتائی کی بنائی ہوئی تصویر بھی شامل ہے۔

★ ضخامت ۶۳۲ صفحے، کپڑے کی مضبوط جلد، پانچ رنگ کے ٹائیٹل اور ٹائپ کی خوبصورت طباعت کا مجموعہ

''انجمن ترقیٔ اُردو'' ہند، علی گڑھ قیمت بیس روپے''

شروع میں یہ اشتہار ''ہماری زبان'' کے تقریباً ہر شمارے میں اور چند ماہ بعد ہر مہینے کے کسی ایک شمارے میں اسی عبارت پر مبنی شایع ہوتا رہا۔ ۱۵۔ دسمبر ۱۹۵۹ء کے شمارے میں صفحہ ۱۵ پر اس کی عبارت میں کچھ اضافہ ہو کر یوں شایع ہوا:

''دیوان غالبؔ اُردو'' مرتبہ: امتیاز علی عرشی

شعر و سخن کا یہ شاہ کار غالبؔ کے تمام اُردو اشعار کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے مولانا امتیاز علی عرشی کی حسنِ ترتیب کے ساتھ منظر عام پر آ گیا ہے۔

★ اس کی ترتیب کے وقت دیوانِ غالب کے چودہ مختلف قلمی و مطبوعہ نسخے اور گراں قدر حوالے مرتّب کے پیش نظر رہے ہیں۔

★ اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ غالب کے خاص خاص اشعار کی شرح خود ان کی زبان میں پیش کی گئی ہے۔

★ مرتّب کا بصیرت افروز اور مستند مقدمہ دیوان کی عظمت اور اس کی تاریخی اہمیت کا مظہر ہے۔

★ صحت و جامعیت کے پیش نظر مختلف نسخوں کے اختلافات کی نشان دہی بھی پوری احتیاط سے کی گئی ہے۔

★ اس دیوان میں ممتاز فن کار عبدالرحمٰن چغتائی کی بنائی ہوئی غالبؔ کی دل کش تصویر بھی شامل ہے۔

★ غالبؔ کے پرستاروں کو انجمن کی یہ نادر پیش کش دیوان غالب کے دوسرے نسخوں سے بے نیاز کرتی ہے۔

ضخامت ۶۳۲ صفحے، کپڑے کی پائدار جلد مع پانچ رنگ گرد پوش کے اور ٹائپ کی حسین طباعت کا مجموعہ''۔

''ہماری زبان'' ۱۹۵۹ء کے پورے فائل میں نسخۂ عرشی پر کوئی مختصر یا طویل تبصرہ شایع نہیں ہوا۔ ''دیوانِ غالب'' اُردو نسخۂ عرشی (طبع اوّل) پر رسائل میں چھپنے والے تبصروں میں سب سے پہلا باقاعدہ، مگر مختصر تبصرہ مولوی عبدالحق کا ہے جو ان کے سہ ماہی رسالہ'' اُردو'' (کراچی) کی جلد: ۳۸، شمارہ: ۱-۲، اپریل ۱۹۵۹ء کے صفحہ ۲۲۵ پر شایع ہوا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فروری ۱۹۵۹ء تک نسخۂ عرشی کی اشاعت نہیں ہوئی تھی لیکن اپریل ۱۹۵۹ء میں، اشاعت کے بعد، یہ اہلِ نظر تک پہنچنے لگا تھا اور خریداروں کی رسائی میں بھی آ چکا تھا۔ غرض اس طرح مولانا عرشی کی برسوں کی محنت بارآور ہوئی اور اُنھیں اپنی اس کاوش کی قدر افزائی پر خوشی ومسرّت ہوئی۔ ذکیہ جیلانی کو اپنے ایک خط مورخہ ۸۔مئی ۱۹۵۹ء میں لکھتے ہیں:

> ''دیوانِ غالبؔ کے سلسلے میں تحسین وآفرین کے خطوط برابر آ رہے ہیں اور مجھے ان کو پڑھ پڑھ کر بڑی مسرت ہو رہی ہے۔''[۱۳]

نسخۂ عرشی طبع اوّل کی ترتیب وتدوین اور طباعت واشاعت کے اس بیان کے بعد اب اس مطبوعہ ایڈیشن کا تفصیلی تعارف اور تذکرہ پیشِ خدمت ہے۔

خوبصورت پانچ رنگوں سے مزّین رنگین گرد پوش، سرخ رنگ کے کپڑے کی مضبوط جلد کے اس ایڈیشن کے اندرونی سرورق پر یہ عبارت درج ہے:

دیوانِ غالبؔ اُردو [۱۴]

نسخہ ءعرشی

نجم الدولہ دبیر الملک میرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ دھلوی

متخلص بہ اسد و غالبؔ (متوفی ۱۲۸۵ھ = ۱۸۶۹ء)

کے تمام اُردو کلام کا مجموعہ جسے تاریخی ترتیب کے

ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

ترتیب و تصحیح

امتیاز علی عرشی

لائبریرین رضا لائبریری رام پور

انجمن ترقیٔ اُردو (ہند) علی گڑھ

اس اندرونی سرورق سے پہلے کے سادہ ورق ا پر صرف عنوان ہے اور ورق ''ب'' پر اس کے اشاعتی کوائف اس طرح مندرج ہیں:

اشاعت	:	پہلی بار
سال	:	انیس سو اٹھاون عیسوی
تعداد	:	ایک ہزار
اہتمام	:	انجمن ترقیٔ اُردو (ہند) علی گڑھ
ضخامت	:	چھے سو بتیس صفحے
		[سرورق، فہرست مضامین اور تقریب ۸+ دیباچہ ۱۲۰+ متن، شرح غالبؔ، اختلاف نسخ، فہرست اشعار و اشاریہ ۵۰۲+ انگریزی صفحہ ۱]
حقوق	:	محفوظ بحقِ مرتب
قیمت	:	بیس روپے

اندرونی سرورق کے صفحہ ''ب'' پر انتساب کی درج ذیل عبارت ہے:

''جناب اصغر علی آصف فیضی ۱۵ؔ کے نام جن کی پُر خلوص فرمائش اور پیہم اصرار نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا''

اس سے اگلے دو صفحات پر فہرست مضامین ہے۔ فہرست مضامین کے بعد، اشاعتی ادارے کے جنرل سیکرٹری آل احمد سرور کی دو صفحات پر مشتمل اس ایڈیشن کے لیے لکھی گئی ''تقریب'' ہے۔ جس پر کوئی تاریخ درج نہیں۔ نئے ورق ''ا'' پر لفظ ''دیباچہ'' درج ہے (طبع اوّل میں چوں کہ عنوان ''دیباچہ'' ہے اس لیے آئندہ اس ایڈیشن کے تذکرے میں ہر جگہ ''دیباچہ'' ہی لکھا جائے گا) صفحات کے نئے نمبر شمار کے تحت، صفحہ ۲ سے اس دیباچے کا متن شروع ہوتا ہے۔ مولانا عرشی کا یہ مُفصّل اور پُر مغز دیباچہ صفحہ ۱۲۰ پر ختم ہوا ہے۔ دیباچے کے

آخری صفحے ۱۲۰ کے آخر پر یکم دسمبر ۱۹۵۸ء کی تاریخ درج ہے اور بالمقابل مولانا عرشی کے دستخط ثبت ہیں۔ دیباچے کے ۲۷ ذیلی عنوانات بنائے گئے ہیں جن میں غالبؔ کی سوانح، شعر گوئی، ترتیب و انتخاب کلام، معیارِ شعر و سخن، ناقدر دانیٔ عصر کے شکوے، نسخۂ عرشی کی ترتیب و تدوین کی ضرورت و اہمیت، زیرِ مطالعہ قلمی و مطبوعہ نسخوں کا تفصیلی تعارف اور مندرجات سے استفادے کا طریقۂ کار وغیرہ جیسے مطالعات پیش کیے گئے ہیں۔ دیباچے میں مندرج اقتباسات کے حوالہ جات اور حواشی کو ہر صفحے کے پاورقی حاشیے میں درج کر دیا گیا ہے۔

دیباچے کے بعد، صفحات کے نئے نمبر شمار کے تحت کلامِ غالبؔ اُردو کو تین حصّوں میں تقسیم کیا ہے، ''گنجینۂ معنی''، ''نوائے سروش'' اور ''یادگارِ نالہ'' ہر حصّے کے آغاز میں نیلی روشنائی سے سرورق بنایا ہے جن میں ''دیوانِ غالبؔ'' مشترک جلی عنوان ہے اور اس کے نیچے متعلقہ حصّۂ کلام کا خفی عنوان اور اسی مناسبت سے غالبؔ کا ایک ایک شعر درج ہے۔ تینوں حصّوں کے سرورق کے صفحہ ''ب'' سے متن شروع ہوتا ہے۔ دیباچے سے لے کر اختلافِ نسخ تک ہر حصّے کا آغاز ''بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم'' سے ہوتا ہے۔ دوسرے حصّے ''نوائے سروش'' کے شروع میں غالب کا فارسی دیباچہ مکتوبہ ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۳ء) اور آخر میں نیرّ رخشاں کی فارسی تقریظ بھی شامل ہے۔

حصّۂ اوّل ''گنجینۂ معنی'' کا متن صفحہ ۲ سے ۱۱۸ تک ہے۔ جس میں بالا ترتیب ۳ قصائد، ۲۶۸ غزلیات اور ۶ رباعیات متن میں موجود ہیں۔ اس حصّے کے متن میں موجود کل اشعار کی تعداد ۱۶۵۷ ہے اور ''شرح غالبؔ'' و ''غلط نامہ'' کے حذف و اضافہ کے مطابق اشعار کی کل تعداد ۱۶۶۶ بنتی ہے۔ دیباچے کے مطابق:

> ''اس حصّے میں وہ تمام اشعار مندرج ہیں، جو نسخۂ حمیدیہ اور نسخۂ شیرانی میں تو موجود تھے مگر ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۳ء) یا کے مرتّب کیے ہوئے دیوان سے میرزا صاحب نے خارج کر (دیے تھے)'' (دیباچہ، ص: ۷۲)

دوسرے حصّے ''نوائے سروش'' کے تحت غالب کا متداوّل کلام ہے، جو صفحہ ۱۱۹ سے ۲۵۸ تک ہے۔ اس میں بالترتیب ۱۶ قطعات، ایک مثنوی، ۴ قصائد، ۲۳۴ غزلیات اور ۱۶ رباعیات متن میں موجود ہیں، جن کے کل اشعار کی تعداد ۱۸۰۲ ہے۔ ''شرح غالبؔ'' یا ''غلط نامہ'' کے تحت اس حصّے میں کوئی شعر حذف یا اضافہ نہیں کروایا گیا۔ حصّۂ ''نوائے سروش'' کے بارے میں مولانا عرشی لکھتے ہیں:

> ''یہ حِصّہ اس کلام پر مشتمل ہے جو میرزا صاحب نے اپنی زندگی میں لکھوا کر اور چھپوا کر تقسیم کیا تھا اور جو عام طور پر ''دیوانِ غالب'' کے نام سے متداوّل اور مشہور ہے۔'' (دیباچہ،ص:۷۲)

تیسرے حِصّے ''یادگارِ نالہ'' کا متن صفحہ ۲۶۰ سے ۳۱۴ تک ہے اس میں اصناف کی ترتیب اور تعداد یہ ہے: ۱۴ قطعات، ۳ مثنویات، ۴ قصائد، ۲ مرثیہ و سلام، ۳ سہرے، ایک مخمس، ۶۱ غزلیات اور ۵ رباعیات ہیں۔ اس حِصّے کے متن میں موجود کلام کی مجموعی تعداد ۶۷۳ اشعار اور ۹ فرد مصرعے ہیں اور ''شرح غالبؔ'' و ''غلط نامہ'' کے حذف و اضافے کے مطابق ۶۶۹ اشعار اور ۹ فرد مصرعے ہیں۔ ''یادگارِ نالہ'' کے تحت آنے والے منتشر کلام کے بارے میں مولانا عرشی لکھتے ہیں:

> ''اس جزو میں وہ کلام رکھا گیا ہے، جو 'دیوانِ غالب' کے کسی نسخے کے متن میں تو نہ تھا، لیکن بعض نسخوں کے حاشیوں یا خاتمے میں، یا میرزا صاحب کے خطوں کے اندر، یا اُن کے نام سے دوسروں کی بیاضوں میں پایا گیا تھا اور وقتاً فوقتاً اخبارات و رسائل میں چھپ کر اہلِ ذوق تک پہنچ چکا تھا۔'' (دیباچہ،ص:۷۳)

نسخۂ عرشی کے مذکورہ ہر حِصّے میں مندرج کلام کے مآخذ کی نشان دہی ہر صفحے کے حاشیے میں علامات کے ذریعے کر دی گئی ہے۔ صفحات کے نمبر شمار بھی شروع سے آخر تک اسی زیریں حاشیے (پادرقی) میں دیے گئے ہیں۔ تمام ہند سے خواہ تواریخ و سنین کے ہیں خواہ صفحات و تعدادِ اشعار وغیرہ کے، فارسی رسم الخط میں دیے گئے ہیں۔ سہولت اور آسانی کے لیے ہر ورق ''ب'' کے بالائی حاشیے پر متعلقہ حِصّۂ نثر یا متن کا عنوان درج ہے اور اس کے بالمقابل دوسرے ورق ''ا'' پر صنفِ کلام یا قسم نثر کا نام ہے۔ کلامِ غالب کے اندراج کی یہ صورت رہی ہے کہ ایک شعر ایک سطر میں آتا چلا گیا ہے، ایک مصرعے کے بالمقابل اس شعر کا دوسرا مصرع، بعض طویل بحر والی غزلوں میں ایک سطر میں ایک مصرع ہی آیا ہے۔ نسخۂ عرشی کا ہر حِصّۂ شروع ہونے سے پہلے اور ہر حِصّے میں ہر صنفِ کلام شروع ہونے سے پہلے صفحے کی پیشانی پر ''بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم'' ضرور تحریر کیا گیا ہے۔

نسخۂ عرشی میں کلام پر مشتمل تینوں حصوں کے بعد صفحہ ۳۱۵ سے ''شرح غالبؔ'' کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو صفحہ ۳۹۷ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کی وضاحت مولانا عرشی دیباچے میں اس طرح کرتے ہیں:

''اس عنوان کے تحت اشعار کی وہ تمام تشریحیں جمع کی گئی ہیں، جو میرزا صاحب نے احباب کے استفسار پر تحریر کی تھیں۔ نیز اُن کے خطوں کے وہ حصے بھی اسی زمرے میں شامل کر لیے گئے ہیں، جن میں اُنھوں نے اپنا کوئی شعر استشہاداً لکھا تھا۔
میرزا صاحب کا مطالعہ شعر و سخن بھی بہت وسیع تھا۔ اُنھوں نے دانستہ اور نادانستہ دونوں طرح پچھلے ایرانی و ہندوستانی اساتذہ کے بہت سے مضامین اپنے یہاں نظم کیے تھے۔ کچھ مضامین شعری اُنہیں اس درجہ پسند تھے کہ اُنھیں بار بار مختلف پیرایوں میں باندھتے تھے۔ میں نے عنوان شرح کے تحت ایسے تمام متحد المضمون فارسی و اُردو اشعار بھی درج کر دیے ہیں، کیوں کہ ان شعروں سے میرزا صاحب کے اشعار کا مطلب سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے اور اُن کا فنی مرتبہ متعین کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔
ہاں، شرح میں میرزا صاحب کا اُردو شعر نقل نہیں کیا ہے، بلکہ اس کے صفحے وغیرہ کا حوالہ دینے پر اکتفا کر لی گئی ہے'' (دیباچہ، ص: ۱۱۶)

''شرحِ غالب'' کے تحت، مولانا عرشی کے بیان کردہ ان مندرجات کے علاوہ، انھوں نے اس حصے سے حواشی کا کام بھی لیا ہے۔ نسخۂ عرشی میں استعمال ہونے والی کچھ علامات کی وضاحت بھی موقع بہ موقع کی گئی ہے اور اس میں اپنائی جانے والی املا اور رسم الخط (املا اور رسم الخط کی کچھ وضاحت دیباچے میں صفحہ ۱۱۷ پر بھی کی ہے) کی بھی جگہ جگہ وضاحت کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ غالب کے خطوط یا دوسری کتبِ تواریخ و رسائل وغیرہ کے ذریعے سے، متعدد غزلوں اور اشعار کے سِنِ تخلیق کا بھی تعین کیا گیا ہے نیز نسخۂ عرشی کے طبع شدہ متن میں سے (بعد کی تحقیق کے مطابق) کچھ اشعار قلم زد کر دینے، کچھ کا اضافہ کر لینے اور کچھ کی ترتیب بدل دینے کی ہدایات بھی کی ہیں۔ ''شرحِ غالب'' الگ الگ تینوں حصّوں، بالترتیب ''گنجینۂ معنی''، ''نوائے سروش'' اور ''یادگارِ نالہ'' کے مباحث کا احاطہ کرتی ہے۔

اس حصے کے بعد صفحہ ۳۹۹ سے ۴۷۲ تک ''اختلافِ نسخ'' ہیں جو بالترتیب، ''گنجینۂ معنی''، ''نوائے سروش'' اور ''یادگارِ نالہ'' کے متن کا احاطہ کرتے ہیں۔ دیباچے میں اس حصے کے بارے میں مولانا عرشی فرماتے ہیں:

''دوسری تمام کتابوں کی طرح ''دیوانِ غالب'' کے سب نسخوں کا متن بھی یکساں نہیں ہے۔ ان میں کتابت کی غلطیاں بھی ہیں اور خود میرزا صاحب کی ترمیمیں اور اصلاحیں بھی۔ اختلافِ نسخ کا یہ آخری حصّہ شاعر کی دماغی رفتار کے تمام نقوش و

> آثار پر مشتمل ہونے کے باعث خصوصی توجہ کا مستحق تھا، اس لیے نسخۂ بھوپال سے شروع کر کے انتخابِ غالب اُردو کے مسوّدے تک ہر اصلاح کو ضبطِ تحریر میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔'' (دیباچہ، ص:۷۴)

اس ''اختلافِ نسخ'' کے تحت، مختلف نسخوں میں، مختلف الفاظ یا مصرعوں کے اختلاف کی نشان دہی کے علاوہ، حواشی ہی کے انداز میں ایسی وضاحتیں بھی موجود ہیں کہ ایک غزل کے اشعار کن کن مختلف نسخوں میں ہیں اور وہاں اُن کی کیا ترتیب رہی ہے، نیز نسخۂ عرشی میں اپنائی گئی املا اور رسم الخط (علاوہ دیباچہ اور شرح غالب) کے بارے میں بھی کہیں کہیں وضاحت کی گئی ہے۔ ان اختلافِ نسخ کے اندراج کے لیے ہر صفحے پر دو کالم بنائے گئے ہیں۔ صفحہ ۴۴۳ سے ۴۷۴ تک ''فہرست اشعار'' دی گئی ہے جس کے بارے میں دیباچے میں یہ وضاحت ملتی ہے:

> ''فہرست اشعار میں دیوان کی تمام مستقل چھوٹی بڑی نظموں کا پتا اُن کے پہلے شعر کے ذریعے سے دیا گیا ہے۔ اس کی ترتیب حروف تہجی پر رکھی گئی ہے، مگر بنائے ترتیب ردیف کا آخری حرف ہے اور اشتراک دور کرنے کی خاطر اُلٹی چال چلی گئی ہے۔ ردیفیں مفرد اور مرکب دونوں طرح کی ہوتی ہیں۔ میں نے مفرد پہلے اور مرکب پیچھے رکھی ہیں اور مشترک ردیفوں کی صورت میں تقسیم و تمیز کی بنا قافیوں پر رکھی ہے اور اُن کے اشتراک کی حالت میں بھی اُلٹی چال چلا ہوں۔
> ترتیب ردیف و قوافی کے وقت بھ پھ وغیرہ مخلوط التلفظ حرفوں کو مرکب تسلیم کر کے اُنہیں ردیف ھاے ہوز میں داخل کیا ہے۔ لہٰذا ''سمجھ'' اور ''پوچھ'' جیسی ردیفوں کو ردیف ھا میں تلاش فرمایا جائے۔'' (دیباچہ، ص:۱۱۶۔۱۱۷)

یہ ''فہرست اشعار'' نسخۂ عرشی کے تینوں حِصّوں ''گنجینۂ معنی''، اور ''نوائے سروش'' اور ''یادگارِ نالہ'' کی الگ الگ فہرست نہیں ہے بلکہ تینوں حِصّوں کے مشترک کلام پر محیط ہے یعنی حروف تہجی کے لحاظ سے تینوں حِصّوں میں موجود، ہر صنف کے کلام کی ردیف وار نشان دہی کر دی گئی ہے۔ اس کا اندراج بھی ہر صفحے پر دو کالم میں ہوا ہے۔

سب سے آخر میں صفحہ ۴۸۵ سے ۵۰۲ تک، نسخۂ عرشی کا اشاریہ ہے جو ''اشخاص وغیرہ''، ''مقامات وغیرہ'' اور ''کتب و رسائل'' پر مشتمل ہے۔ مولانا عرشی اس اشاریے کی ترتیب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان تین اشاریوں میں سے:

'' پہلا اشخاص ، اقوام اور فرقوں کا ہے ، دوسرا مقامات کو ظاہر کرتا ہے اور تیسرے میں کتب و رسائل مذکور ہوے ہیں۔ ان تینوں میں بر بناے ترتیب ہر لفظ کا پہلا حرف ہے۔ اشخاص کے ذیل میں خرشید و ماہ وغیرہ جیسے ناموں کو داخل نہیں کیا گیا ہے ، کیوں کہ یہ اعلام نہیں ہیں ، ورنہ ہر زبان میں یکساں ہوتے۔ البتہ ایسے اسماۓ صفت کو اس زمرے میں جگہ دیدی ہے جو کثرت استعمال کے سبب سے کسی شخص یا جماعت کے نام کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں ، جیسے آل عبا، آل نبی وغیرہ۔

میرزا صاحب نے بعض شعروں میں شاہ ظفر کا نام نہیں لیا ہے ، بلکہ انھیں حضور یا حضور والا یا بادشاہ جیسے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ میں نے ایسے لفظوں کو اشاریے میں شامل کر لینا اس لیے مناسب جانا ہے کہ اس ذریعے سے ممدوح کی تشخیص و تعین میں مدد مل جاتی ہے اور اشاریے کا دیکھنے والا بیک نظر یہ پتہ چلا سکتا ہے کہ دیوان میں ظفر کا ذکر کہاں کہاں ہے۔

اشخاص یا مقامات کی نسبتوں کا ذکر بھی اسی مصلحت سے کر دیا گیا ہے، مگر انھیں مستقل جگہ کے عوض منسوب الیہ کی ذیلی جگہ دی گئی ہے۔'' (دیباچہ،ص:۱۱۷)

یہ تینوں اشاریے (اشخاص، مقامات ، کتب و رسائل) '' گنجینۂ معنی'' (صفحۂ متن:۱) سے لے کر '' شرح غالب'' کے آخری صفحہ ۳۹۷ تک کے مندرجات کا احاطہ کرتے ہیں یعنی شروع کا دیباچہ (ص:۱ _ ۱۲۰) اور آخری حِصّہ '' اختلافِ نسخ'' (ص : ۳۹۹ _ ۴۷۶) ان اشاریوں کے دائرۂ کار سے باہر ہیں۔

نسخۂ عرشی کے تمام مندرجات اور اس کے کل صفحات (۶۳۲) سے الگ تین صفحات پر مشتمل '' غلط نامہ'' ہے جسے بعد میں مرتب اور طبع کر کے اس میں رکھ دیا گیا ہے گویا اسے جلد بندی کے بعد شامل کیا گیا ہے۔

نسخۂ عرشی طبع اوّل میں چار تصاویر بھی شامل ہیں دو غالب کی اور دو دیوان کے قلمی نسخوں (نسخۂ شیرانی اور نسخۂ رام پور جدید) کے ایک ایک صفحے کی ، ان کے بارے میں بھی دیباچے میں مولانا عرشی نے وضاحت کر دی ہے۔

بار بار کی اشعار شماری کے مطابق نسخۂ عرشی طبع اوّل (۱۹۵۸ء) کے متن میں اشعار کی مجموعی تعداد ۴۱۳۲ ،شعر اور ۹ فرد مصرعے بنتی ہے۔ جبکہ '' شرح غالب'' اور '' غلط نامہ'' کے حذف و اضافے کے مطابق ۴۱۳۷ اشعار اور ۹ فرد مصرعے مجموعی تعداد ہے۔

مولانا عرشی نے ،غزلیات میں یا دیگر اصناف میں ،اگر کسی ردیف کا صرف ایک شعر یا ایک مصرع دیا ہے، تو اسے بھی الگ نمبر سے ظاہر کیا ہے۔ ''شرح غالبؔ'' کے تحت انھوں نے کچھ اشعار کو حذف کر دینے اور کچھ کا اضافہ کر لینے کے لیے کہا ہے۔ کچھ غزلیات یا اشعار کی ترتیب بدل دینے کے لیے بھی کہا ہے۔ دو ترامیم غلط نامے میں بھی بتائی ہیں۔ ''شرح غالبؔ'' اور ''غلط نامہ'' میں بتائے گئے حذف و اضافات پر عمل کیے بغیر ، اس ایڈیشن کے متن میں شامل، تینوں حِصّوں میں منقسم کلامِ غالب کی تعدادِ اصناف اور تعداد اشعار کی تفصیل ذیل کے گوشوارے میں پیش کی جاتی ہے۔ (حذف و اضافہ پر عمل کر لینے کے بعد کے نتائج اس گوشوارے کے بعد درج کیے جائیں گے) ''شرح غالبؔ'' اور ''غلط نامہ'' میں کلام کے حذف و اضافے کے علاوہ ،جن غزلیات یا اشعار کی ترتیب (ردیف کے لحاظ سے) بدل دینے کا کہا گیا ہے۔ ذیل کے گوشوارے میں اس پر عمل کر لیا ہے کہ اس طرح ہر ردیف کے اشعار اور غزلیات کی تعداد اس ردیف کے تحت (بالمقابل) آ جائے گی اور کوئی ابہام نہ رہے گا۔ نیز گوشوارے میں نسخۂ عرشی کے تینوں حِصّوں کی الگ الگ نمائندگی کی ہے اور ان میں موجود اصناف کی ترتیب کو بھی برقرار رکھا ہے۔

نسخۂ عرشی طبع اوّل کے متن میں موجود کلامِ غالب کا گوشوارہ،

حِصّۂ اوّل: گنجینۂ معنی

قصائد: ۳ تعداد اشعار: ۱۴۴

غزلیات کا گوشوارہ:

ردیف	تعداد غزلیات	تعداد اشعار
ا	۵۵	۲۹۰
ب	۲	۱۳
ت	۳	۱۸
ث	۲	۱۴

ردیف	تعداد غزلیات	تعداد اشعار
ج	۲	۱۲
چ	۳	۱۷
ح	۱	۵
د	۵	۳۲
ر	۷	۳۴
ز	۸	۴۶
س	۴	۱۷
ش	۲	۱۲
ع	۱	۵
غ	۲	۱۲
ف	۲	۱۲
ک	۳	۹
گ	۱	۷
ل	۶	۳۶
م	۵	۳۱
ن	۲۸	۱۶۶ [۱۷]
و	۷	۵۰ [۱۸]
ہ	۸	۵۳
ی	۱۱۱	۶۱۰ [۱۹]

کل غزلیات: ۲۶۸ غزلیات کے کل اشعار: ۱۵۰۱

رباعیات: ۶ تعداد اشعار: ۱۲

''گنجینۂ معنی'' میں اصناف اور اشعار کی کل میزان: ۳ قصائد: ۱۴۴+ ۲۶۸
غزلیات: ۱۵۰۱+ ۶ رباعیات: ۱۲= ۱۶۵۷

حصۂ دوم: نوائے سروش

قطعات:	۱۶	تعداد اشعار:	۱۱۵
مثنوی ۲۰:	۱	// :	۳۳
قصائد:	۴	// :	۱۶۲

غزلیات کا گوشوارہ:

ردیف	تعداد غزلیات	تعداد اشعار
ا	۴۸	۳۰۵
ب	۱	۱۲
ت	۴	۱۹
ج	۲	۴
چ	۱	۶
د	۱	۹
ر	۹	۶۹
ز	۵	۲۳
س	۱	۷
ش	۱	۲
ع	۲	۸
ف	۱	۲
ک	۲	۱۵
گ	۱	۲
ل	۱	۹
م	۳	۸
ن	۳۳	۲۲۵
و	۱۱	۸۱
ہ	۲	۳
ی	۱۰۵	۶۵۱

کل غزلیات: ۲۳۴ غزلیات کے کل اشعار: ۱۴۶۰

رباعیات: ۱۶ تعداد اشعار: ۳۲

"نوائے سروش" میں اصناف اور اشعار کی کل میزان:

اصناف		تعداد اشعار
قطعات:	۱۶	۱۱۵
مثنوی:	۱	۳۳
قصائد:	۴	۱۶۲
غزلیات:	۲۳۴	۱۴۶۰
رباعیات:	۱۶	۳۲
کل میزان:		۱۸۰۲

حصۂ سوم: یادگارِ نالہ

اصناف		تعداد اشعار
قطعات:	۱۴	۷۷
مثنویات:	۳	۱۸۰
قصائد:[۲۱]	۴	۱۱۰
مرثیہ و سلام:	۲	۳۰
سہرے:	۳	۱۶
مخمس:	۱	۲۷ شعر ایک مصرع (۱۱ بند)

غزلیات کا گوشوارہ:

ردیف	تعداد غزلیات	تعداد اشعار
ا	۷	۱۳ شعر ایک مصرع
ب	۲	۲
ر	۲	۲
س	۱	۱
ط	۱	۱
غ	۱	۵

ک	۲	۱۲
ل	۱	۱
ن	۱۰	۳۹ شعر، ۴ فرد مصرعے
و	۶	۲۴
ہ	۲	۲۰ شعر ایک مصرع
ی	۳۲	۱۰۵ اشعر ایک مصرع

کل غزلیات: ۶۱ غزلیات کے کل اشعار: ۲۲۵ شعر اور ۷ فرد مصرعے

رباعیات: ۵ تعداد اشعار: ۸ شعر، ایک مصرع

یادگارِ نالہ میں اصناف اور اشعار کی کل میزان:

اصناف		تعداد اشعار
قطعات:	۱۴	۷۷
مثنویات:	۳	۱۸۰
قصائد:	۴	۱۱۰
مرثیہ وسلام:	۲	۳۰
سہرے:	۳	۱۶
مخمس:	۱	۲۷ شعر ایک مصرع (۱۱ بند)
غزلیات:	۶۱	۲۲۵ شعر، ۷ فرد مصرعے
رباعیات:	۵	۸ شعر، ایک مصرع

کل میزان: ۶۷۳ شعر اور ۹ فرد مصرعے

نسخۂ عرشی طبع اوّل کے متن کا کل میزان

حِصّۂ اوّل: گنجینۂ معنی :	۱۶۵۷	اشعار
حِصّۂ دوّم: نوائے سروش:	۱۸۰۲	اشعار
حِصّۂ سوّم: یادگارِ نالہ :	۶۷۳	اشعار، ۹ فرد مصرعے
کل میزان :	۴۱۳۲	اشعار اور ۹ فرد مصرعے

اس گوشوارے کے مطابق، نسخۂ عرشی طبع اوّل کے تینوں حِصّوں کے متن میں موجود اشعار کی کل تعداد ۴۱۳۲ اور ۹ فرد مصرعے بنتی ہے لیکن یہ اس ایڈیشن کے اشعار کی واقعی تعداد نہیں ہے جو مرّتب کی منشا اور تحقیق کے مطابق ہو۔ مولانا عرشی نے اس کے آخری حصّے ''شرحِ غالب'' اور پھر ''غلط نامہ'' میں کچھ اشعار، اس موجود متن میں سے حذف کروائے اور کچھ کا اضافہ کروایا۔ یہ حذف و اضافے صرف ''گنجینۂ معنی'' اور ''یادگارِ نالہ'' کے متن میں کروائے ''نوائے سروش'' کسی بھی ترمیم سے خالی ہے۔

''شرحِ غالب'' اور ''غلط نامہ'' کے تحت متن میں کروائے جانے والے حذف و اضافے کو دیکھا جائے تو مولانا عرشی نے ''گنجینۂ معنی'' میں سے ۲ شعر اور ''یادگارِ نالہ'' میں سے ۹ اشعار کی مکمل غزل حذف کروائی۔ اضافوں میں ''گنجینۂ معنی'' کے تحت ۱۱ شعر اور ''یادگارِ نالہ'' کے تحت ۵ شعر اضافہ کروائے۔ اس طرح مولانا عرشی نے ان دونوں حِصّوں میں سے ۱۱ شعر حذف کروائے اور ۱۶ اشعروں کا اضافہ کروایا۔ لہٰذا نسخۂ عرشی، طبع اوّل کے متن میں تو ۴۱۳۲ اشعار اور ۹ فرد مصرعے ہیں لیکن مولانا عرشی کے کروائے گئے حذف و اضافے کے مطابق نسخۂ عرشی طبع اوّل کے اشعار کی واقعی تعداد جو مرتّب کے منشا اور تحقیق کے مطابق ہے ۴۱۳۷ اشعار اور ۹ فرد مصرعے بنتی ہے۔

نسخۂ عرشی، طبع اوّل کے مندرجات کے اس تفصیلی تعارف کے بعد، اس کی ترتیب و تدوین کے سلسلے میں، مولانا عرشی نے جو طریقِ کار اختیار کیا یا جو بنیادی مآخذ استعمال کیے، اُن کا تعارف پیشِ خدمت ہے نیز مولانا عرشی کی اختیار کردہ علامات، املا و رسم الخط کی تفصیل بھی پیش کی جاتی ہے۔ یہ تفصیل اس لیے بھی ضروری ہے کہ خصوصاً علامات، املا اور رسم الخط کے بارے میں، مولانا عرشی نے کسی ایک جگہ مکمل وضاحت نہیں فرمائی بلکہ یہ باتیں ''دیباچہ''، ''شرحِ غالب'' اور ''اختلافِ نسخ'' وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ایسی معلومات کے اس پھیلاؤ کی وجہ سے نسخۂ عرشی کے بارے میں کچھ غلط تعبیرات بھی ہو چکی ہیں۔ اس لیے ایسی معلومات کو یک جا کر کے پیش کرنے سے، مولانا عرشی کے اختیار کردہ طریق کار اور معیارات کی مکمل وضاحت ہو جائے گی، جس سے نسخۂ عرشی کے مطالعے میں سہولت ہوگی اور کوئی غلط تعبیر کر بیٹھنے سے بچا جا سکے گا یا اس کے بارے میں بعض غلط تعبیرات کا جائزہ لینے میں بھی آسانی ہوگی۔

نسخۂ عرشی کے حصّۂ ''نوائے سروش'' میں موجود، متداوّل کلامِ غالب کی اصناف کی ترتیب، ''دیوانِ غالب'' کے تمام نسخوں سے مختلف ہے کیوں کہ مولانا عرشی نے اس میں اصناف کی ترتیب نسخۂ رام پور جدید (۱۸۵۵ء) کے مطابق رکھی ہے۔ یہ نسخہ اور اس پر مبنی، معاصر ''دیوانِ غالب'' طبع پنجم (۱۸۶۳ء) ہی دو ایسے نسخے ہیں جو ترتیب اصناف کے لحاظ سے دوسرے تمام نسخوں سے مختلف ہیں۔ مولانا عرشی نے ''نوائے سروش'' کی ترتیبِ اصناف کے سلسلے میں چوں کہ نسخۂ رام پور جدید (۱۸۵۵ء) کو بنیاد بنایا ہے اس لیے باقی دو حِصّوں ''گنجینۂ معنی'' اور ''یادگارِ نالہ'' کی ترتیب بھی اسی مناسبت سے نسخۂ رام پور جدید کے مطابق کر دی ہے۔ ''دیوانِ غالب'' کے دوسرے نسخوں اور نسخۂ رام پور جدید کی ترتیب اصناف میں کیا فرق ہے اور مولانا عرشی نے نسخۂ عرشی کی ترتیب میں اسے بنیاد کیوں بنایا۔ اس کی وضاحت وہ دیباچے میں یوں کرتے ہیں:

> ''دیوانِ غالب'' کے تمام نسخوں میں مختلف اصنافِ شعر کی ترتیب یہ تھی:
>
> ''دیباچہ، غزلیات، قصائد، مثنوی، قطعات، رباعیات، تقریظ، یہ ترتیب، سنتِ سلف ہی کے خلاف نہیں، نسخۂ رام پور سے بھی مطابقت نہیں رکھتی تھی۔ جو دیوان کا آخری مستند ایڈیشن ہے۔ اس لیے میں نے اپنے نسخے کے تینوں حِصّوں کی ترتیب نسخۂ رام پور کے انداز پر یہ رکھی ہے:
>
> دیباچہ، قطعات، مثنوی، قصائد، غزلیات، رباعیات، تقریظ۔'' (دیباچہ، ص:۷۳)

نسخۂ عرشی میں اصناف کی اس ترتیب کے علاوہ اس کے تینوں حِصّوں میں موجود کلامِ غالب کو تاریخی ترتیب سے پیش کرتے ہوئے، مولانا عرشی نے جو طریقۂ کار اختیار کیا اس کے بارے میں دیباچے میں وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''ہر حصّے کے اصناف کو جدا گانہ تاریخ وار مرتّب کیا ہے اور جہاں تک غزلوں کا تعلق ہے، ہر ردیف کی غزلوں کو الگ حِصّۂ قرار دے کر اُنھیں تاریخی حیثیت سے آگے پیچھے رکھا ہے۔ میرزا صاحب نے نسخۂ بھوپال کے متن کی اکثر غزلوں میں ۱۲۳۷ھ کے بعد نئے شعر بڑھائے تھے۔ ان اشعار کو مذکورہ غزلوں سے جدا کر کے اُن کی تاریخی جگہ پر رکھنے کی جرأت نہیں کی، کہ اس طرح غزلوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔'' (دیباچہ، ص:۷۳)

''اختلافِ نسخ'' سے اندازہ ہوتا ہے کہ نسخۂ عرشی کے حِصّہ ''نوائے سروش'' کے متن کی بنیاد، بڑی حد تک نسخۂ رام پور جدید (۱۸۵۵ء) پر ہی رکھی گئی ہے۔ لیکن مجموعی طور پر مولانا عرشی نے تینوں حِصّوں میں غالب کی آخری اصلاح کو پیش کیا ہے اور کسی ایک متن کی من و عن پیروی اور پابندی کی بہ جائے، بہترین متن پیش کرنے کی کوشش کی۔ نسخۂ عرشی کے متن کے بارے میں، مولانا عرشی لکھتے ہیں:

> ''جہاں تک اس کے متن کا تعلق ہے، اس میں غالب کی آخری اصلاح پیش کی گئی ہے اور باقی ترمیموں کو اختلافِ نسخ میں جگہ دی ہے۔ لیکن کہیں کہیں کسی خاص وجہ سے اس کے خلاف بھی عمل میں آیا ہے۔ مثلاً ''گنجینۂ معنی'' کی بنیاد نسخۂ شیرانی کو ہونا چاہیے تھا جو ۱۲۳۷ھ کے بعد کی اصلاحوں پر مبنی ہے مگر اس نسخے کا عکس گنجینے کے چھپ جانے کے بعد دستیاب ہوا، اس لیے متعدد جگہ متن نسخۂ بھوپال کا رہا اور اختلافِ نسخ میں نسخۂ شیرانی کے الفاظ مندرج ہوئے۔'' (دیباچہ، ص:۷۴)

نسخۂ عرشی کے مآخذ یا کتابیات کی فہرست بہت طویل ہے جسے مولانا عرشی نے الگ سے مرتب کر کے شامل نہیں کیا لیکن شروع سے لے کر آخر تک بیسیوں کتب و رسائل استعمال ہوئے ہیں جن میں سے بعض کے مکمل حوالے دیے ہیں بعض کے نہیں دیے گئے۔ ''دیوانِ غالب'' کے جو قلمی یا مطبوعہ نسخے، نسخۂ عرشی کے بنیادی مآخذ بنے، اُن کی تفصیلی کیفیت اور اہمیت مولانا عرشی نے دیباچے میں بیان کر دی ہے۔ نسخۂ عرشی کی ترتیب کے وقت، ''دیوانِ غالب'' کے جو قلمی یا مطبوعہ نسخے مولانا عرشی کے پیشِ نظر رہے نسخۂ عرشی میں اُن کے لیے وضع کی گئی علامات کی مجمل فہرست مولانا عرشی نے دیباچے کے صفحہ ۱۱۵ اور ۱۱۶ پر درج کر دی ہے۔ نسخۂ عرشی طبع اوّل کے چودہ بنیادی مآخذ یہ ہیں:

نمبر شمار	نام نسخہ	علامت	تقریبی تاریخ ترتیب یا طباعت
۱	نسخۂ بھوپال	ق	۱۲۳۷ھ = ۱۸۲۱ء
۲	نسخۂ شیرانی	قا	۱۲۴۲ھ = ۱۸۲۶ء
۳	گلِ رعنا	گل	۱۲۴۵ھ = ۱۸۲۹ء
۴	نسخۂ رام پور	قب	۱۲۴۸ھ = ۱۸۳۳ء
۵	پہلا مطبوعہ ایڈیشن	م	۱۲۵۷ھ = ۱۸۴۱ء
۶	دوسرا مطبوعہ ایڈیشن	ما	۱۲۶۳ھ = ۱۸۴۷ء

۷	نسخۂ لاہور	قح	۱۲۶۸ھ=۱۸۵۲ء
۸	نسخۂ رام پور جدید	قد	۱۲۷۱ھ=۱۸۵۵ء
۹	تیسرا مطبوعہ ایڈیشن	مب	۱۲۷۸ھ=۱۸۶۱ء
۱۰	چوتھا مطبوعہ ایڈیشن	مج	۱۲۷۸ھ=۱۸۶۲ء
۱۱	پانچواں مطبوعہ ایڈیشن	مد	۱۲۸۰ھ=۱۸۶۳ء
۱۲	انتخاب غالب	انتخاب	۱۲۸۳ھ=۱۸۶۶ء
۱۳	نسخۂ حمیدیہ	ح	۱۳۴۷ھ=۱۹۲۸ء [۲۳] (درست: ۱۹۲۱ء)
۱۴	لطیف ایڈیشن	لطیف	۱۳۴۷ھ=۱۹۲۸ء

مولانا عرشی نے نسخۂ عرشی میں روشِ املا اور کتابت و طباعت کے لحاظ سے دو اصول اپنائے ہیں ایک تو موجودہ اور مروج اصول اور دوسرا غالب کی پسندیدہ املا کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ نسخۂ عرشی کے املا اور رسم الخط کے بارے میں انھوں نے کچھ وضاحت دیباچے میں کی ہے۔ پھر ''شرح غالب'' کے تحت بھی غالب کے پسندیدہ املا کے لحاظ سے کچھ الفاظ کا تعین کیا ہے نیز ''اختلافِ نسخ'' درج کرتے ہوئے بھی کچھ ایسی وضاحتیں آ گئی ہیں۔ اس طرح نسخۂ عرشی میں، مختلف الفاظ کے املا اور رسم الخط کے بارے میں یہ وضاحتیں جگہ جگہ بکھری پڑی ہیں جنھیں ذیل میں یک جا کرکے پیش کیا جاتا ہے۔ مولانا عرشی اس سلسلے میں، دیباچے میں لکھتے ہیں:

> ''اس نسخے کی کتابت میں موجودہ اصول اور میرزا صاحب کی پسندیدگی دونوں کا لحاظ کیا گیا ہے، چناں چہ آپ یاے معروف و مجہول اور ھاے مخلوط بھی پائیں گے اور فارسی لفظوں میں '' ذ'' کی جگہ ''ز'' اور ''خورشید'' کے بجاے ''خرشید'' بھی دیکھیں گے۔ بعضے لفظوں کو اُنھوں نے دو طرح لکھا تھا، مثلاً 'جائے' ہے اور 'جاۓ' ہے، ان جیسی صورتوں میں وہ شکل اختیار کی گئی ہے جو موجودہ بول چال کے بھی مطابق ہے اور اُن کی آخری تحریر کے بھی موافق تھی۔
>
> میرزا صاحب کے زمانے میں بلکہ اُن کے بہت بعد تک 'اس' اور 'اُدھر' وغیرہ الفاظ کو بقاعدۂ اعراب بالحروف 'اوس' اور 'اودھر' لکھا جاتا تھا۔ چناں چہ اُنھوں نے بھی اس کا التزام رکھا تھا۔ میں نے واو گرا کر اُس کی جگہ پیش کا التزام کیا ہے۔ لہٰذا جس الف کو آپ مضموم نہ پائیں، اُسے یہ سمجھیں کہ میرزا صاحب نے اسے بے واو کے ہی لکھا تھا۔

۔۔۔ یہ کوشش بھی رہی ہے کہ مرکبات اضافی و توصیفی میں ہمزہ یا زیر ضرور استعمال کیا جائے، الا یہ کہ حرف 'ی' بہ طور علامت موجود ہو، کیوں کہ اس صورت میں 'ی' پر ہمزہ لکھنا بھی غلط ہے اور زیر لگانا بھی، ورنہ تکرار علامت کی غلطی سرزد ہو جائے گی۔'' (دیباچہ، ص: ۱۱۷۔۱۱۸)

دیباچے ہی میں آگے چل کر نسخۂ عرشی میں استعمال ہونے والی علاماتِ وقف کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''اس نسخے میں وقف کی کئی عام علامتیں استعمال کی ہیں، مگر ان میں سے کامے کو حدِّ افراط تک برتا گیا ہے۔ غالب جیسے تعقید پسند استاد کے کلام کا مطلب سمجھنے اور سمجھانے کے لیے ایسا کرنا ناگزیر تھا''۔ (دیباچہ، ص: ۱۱۹)

ان رموز و اوقاف کے علاوہ، نسخۂ عرشی طبع اوّل میں کسی حد تک اعراب نگاری کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ دیباچے کے علاوہ، ''شرح غالب'' اور ''اختلافِ نسخ'' کے تحت جہاں جہاں الفاظ اور حروف کے املا وغیرہ کا تعین کیا گیا ہے، ذیل میں ان الفاظ اور حروف کو متعلقہ حصّوں کے حوالے کے ساتھ درج کیا جاتا ہے:

نشۂ: ''مرزا صاحب کے اپنے نسخوں میں ''نشّہ'' بشین مشدّد ملتا ہے۔ بلکہ بعض مقامات پر تو تشدید خود میرزا صاحب کے قلم کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ آج کل اُردو میں ''نشۂ'' لکھنے کو پسند کیا جاتا ہے۔ اس لیے ابتدائی کچھ ورقوں کو چھوڑ کر، میں نے بھی ''نشۂ'' ہی لکھا ہے''۔ (شرح غالب، ص: ۳۱۶)

گویا اس لفظ ''نشۂ'' کے سلسلے میں مولانا عرشی نے غالب کے املا کی پیروی نہیں کی بلکہ مروج املا کو اپنایا ہے۔

خرشید: ''خرشید'' کا املا ''خورشید'' مشہور ہے۔ مگر میرزا صاحب نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ وہ اس لفظ کو تنہا ''خور'' اور بہ حالتِ ترکیب ''خرشید'' لکھنا اچھا سمجھتے ہیں (عود: ۸۸، خطوط: ۱: ۲۸۸)۔ مجھے بھی یہ تفریق پسند ہے، اس لیے ہر جگہ اسی رسم خط کا التزام کیا گیا ہے''۔ (شرح غالب، ص: ۳۱۷)

گویا اس لفظ کے بارے میں، نسخۂ عرشی میں مروّج املا سے ہٹ کر غالب کی پیروی کی گئی ہے۔

غلتیدن: غالب فارسی لفظ میں عربی حرف ''ط'' نہیں لکھتے۔ مولانا عرشی اس لفظ کا اختلافِ نسخ درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''فارسی لفظ میں خالص عربی حرف کا استعمال غالب کے ادبی عقیدے کے خلاف تھا، اس لیے ہر جگہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ متن اُن کی رائے کے موافق ہو''۔
(اختلاف نسخ، کالم:۲، ص:۴۲۲)

غرض، نسخۂ عرشی میں صرف لفظ ''غلتیدن'' ہی نہیں دیگر فارسی الفاظ میں بھی، مولانا عرشی نے غالب کے ادبی عقیدے کا لحاظ کرتے ہوئے کسی عربی حرف کا استعمال نہیں کیا۔

یاں، واں: ''یاں'' میرزا صاحب کے تمام نسخوں میں ''یہاں'' بہائے مخلوط ہے... لیکن انتخابِ غالب کے شعر (۲۳۹-۱)... میں کاتب نے ''وہاں'' لکھا تھا۔ میرزا صاحب نے اپنے قلم سے تصحیح کی اور اسے ''واں'' بنایا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آخر عمر میں وہ اس لفظ کو بغیر ھائے مخلوط بولنے لگے تھے۔ ''یھاں'' کی حیثیت بالکل ''وھاں'' کی ہے اس لیے میں نے ان دونوں لفظوں کو بغیر ھائے مخلوط کے لکھا ہے۔ اس طرح یہ موجودہ تلفظ و املا کے بھی مطابق ہو جاتے ہیں''۔
(شرح غالب، ص: ۳۱۸)

ہ اور ی: ''دیوان کے نسخوں میں ''ہ'' پر ختم ہونے والے الفاظ بحالتِ تحریف کبھی ''ی'' سے اور کبھی ''ہ'' سے لکھے گئے ہیں۔ خود غالبؔ کے اپنے قلم کی تحریریں بھی مختلف ہیں۔ میں نے آج کل کے قاعدے کے مطابق ہر جگہ ''ی'' سے لکھا ہے اور جہاں کوئی نسخہ اس رواج کے خلاف تھا، وہاں اختلافِ نسخ میں اُس کا حوالہ دے دیا ہے''۔
(اختلافِ نسخ، کالم: ۱، ص: ۴۱۷)

ذ اور ز: ''غالبؔ کا ادبی عقیدہ تھا کہ ذال فارسی حرف نہیں ہے۔ اسی لیے وہ سب فارسی لفظوں کو ''ز'' سے لکھتے تھے۔ میں نے بھی ہر فارسی لفظ میں اُن کا اتباع کیا ہے''۔
(اختلافِ نسخ، کالم: ۱، ص۴۲۴)

نسخۂ عرشی میں کلامِ غالبؔ کے سلسلے میں اپنائے گئے مذکورہ املا اور رسم الخط کے علاوہ ، دیباچے اور دیگر نثروں میں خود مولانا عرشی نے جو رسم الخط اپنایا ہے اس میں اکثر اوقات ، وہ یائے مجہول کی جگہ یائے معروف لکھتے ہیں۔ مثلاً ''بنای ترتیب''، ''ھای ھوز''، ''ھای مخلوط''، ''یای معروف'' وغیرہ۔ اسی طرح یائے مجہول کا جہاں استعمال ہوا ہے، کہیں تو اس پر ہمزہ لگایا ہے اور کہیں بغیر ہمزہ کے لکھا ہے۔ بعض جگہ ہائے مخلوط کی جگہ ہائے مختفی لکھتے ہیں۔ مثلاً رکھا کو ''رکہا''، ''کھائے کو'' ''کہائے'' وغیرہ۔ اس کے علاوہ مولانا عرشی نے اپنی عبارتوں میں لفظوں کو ملا کر لکھنے کی روش کو بھی کثرت سے اپنایا ہے چناں چہ بہ اور نہ کو اگلے لفظ سے ملا دیتے ہیں۔ اسی طرح اندنوں (ان دنوں)، کیواسطے (کے واسطے)، کہکر (کہہ کر)، پہنچکر (پہنچ کر)، قدیمترین (قدیم ترین)، اسدرجہ (اس درجہ)، رہجاتا (رہ جاتا) وغیرہ جیسے الفاظ ملا کر لکھے ہوئے ہیں۔

نسخۂ عرشی کی طباعت نسخ ٹائپ کے بہت جلی حروف میں ہوئی۔ پروف بھی بہت توجہ سے دیکھے گئے لیکن اتنے وسیع کام میں طباعت یا پروف کی غلطیوں کا رہ جانا فطری بات تھی۔ ٹائپ کی طباعت میں اکثر لفظوں کے نقطے لگنے سے رہ جاتے ہیں۔ کچھ الفاظ یا ہندسوں کے پہلے شوشے ظاہر نہیں ہو پاتے۔ نسخۂ عرشی میں بھی یہ صورت رہی ہے کہ بر، پر، تر وغیرہ کے پہلے شوشے یا نقطے ظاہر نہیں ہو سکے، بعض ہندسوں میں ۳، ۲ بن گیا اور ۲، ایک۔ ایسی غلطیوں میں بعض سے تو بیک نظر درست کی جا سکتی ہیں لیکن بعض ایسی ہیں کہ الفاظ بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں یا اُن کا مفہوم الٹ ہو جاتا ہے۔ مولانا عرشی نے تین صفحے کا ''غلط نامہ'' مرتّب کر کے اس میں شامل کر دیا تھا۔ ڈاکٹر گیان چند نے بھی اپنا مضمون ''نسخۂ عرشی طبع ثانی کے لیے کچھ معروضات'' لکھتے ہوئے، طباعت کی چند غلطیاں بھی ہیں جن کی نشان دہی کی[۲۴] (انھوں نے ''غلط نامہ'' میں درست کر دی جانے والی دو غلطیوں کو بھی دہرا دیا ہے) اس کے باوجود اس میں رہ جانے والی طباعت کی کچھ مزید غلطیوں کی نشان دہی نسخہ عرشی کے ''غلط نامہ'' ہی کے انداز پر ذیل میں کی جاتی ہیں۔

ان میں سے بعض کی درستی تو نسخۂ عرشی، طبع اوّل ہی کی عبارتوں سے کی ہے اور بعض کے سلسلے میں طبع ثانی سے مدد لی ہے۔ ذیل کی اغلاطِ طباعت میں نسخۂ عرشی کے ''غلط نامہ'' اور ڈاکٹر گیان چند کی نشان زد غلطیوں کو شامل نہیں کیا گیا یہ ان دونوں کے علاوہ ہیں۔

دیباچہ: اغلاطِ طباعت، نسخۂ عرشی طبع اوّل (علاوہ "غلط نامہ")

صفحہ وسطر	غلط	درست	صفحہ وسطر	غلط	درست
			۱۹:۳۴	النرام	التزام
ح:۵	تخلص۱۲	تخلص۱۳	۱:۳۶	بیت	بیت
۱۰:۵	مارے میں	بارے میں	۷:۳۶	نہیں	نہیں
۱۳:۵	یہیں	نہیں	۷:۳۷	تارح	تاریخ
۷:۶	زرجمہر	بزرجمہر	۲۰:۳۷	دبوانے	دیوانے
۱۲:۶	ثربیت	تربیت	۱۰:۳۸	شیوزاین	شیونراین
۱۲:۶	پہچانے		۶:۳۹	اگرمیر	اگرغیر
۱۷:۶	ھا	تھا	۲:۴۰	بچپن میں	بچپن سے
۱۲:۱۲	معلقات	متعلقات	۱۷:۴۱	ے رنگ	نئے رنگ
۱۶:۱۳	ابتدا	ابتداء	۱۷:۴۱	طرزیں	طرزیں
۱۵:۱۹	۱۱۳۷ھ	۱۲۳۷ھ	۱۹:۴۱	اخر	اختر
۵:۲۰	متوحہ	متوجہ	۱:۴۴	ھی	یہی
۱۷:۲۰	مزل	منزل	۱۰:۴۴	سراج الدین	سراج الدین
۲:۲۱	ھی	بھی	۴:۴۸	۱۲۶۴ء	۱۲۶۴ھ
۱۱:۲۱	ثانی	ثانی	۱۹:۵۱	میر	میں
۲۲:۲۱	آراد	آزاد	۱۸:۵۳	پہچاتے	پہچانتے
۱۵:۲۵	بعد	بعد	۱۶:۵۷	کا آپ	آپ کا
۱۷:۲۶	بہت	بہت	۱۸:۵۷	بنگامہ پا	ہنگامہ بپا
۱۲:۲۷	کرنے	کرتے	۲۱:۶۲	چاہے	چاہیے
۱:۲۸	شاعر	شاعرِ	۱۴:۶۳	تفر	تنفر
۱:۲۹	شاسائی	شناسائی	۹:۶۴	نواب حت	نواب جنّت
۲:۶۷	بطربق	بطریق	۱۵:۱۹۰	مبں	میں
۱۸:۶۷	۲۱ستبر	۲۱ستمبر	۱۱:۱۹۱	یعوب	یعقوب
۱۲:۷۲	۱۸۴۳ء	۱۸۳۳ء	۱۱:۲۴۹	ھی	بھی

۲۰:۷۵	۱۸۳۲ء	۱۸۳۳ء	۲:۳۰۵	ریخہ	ریختہ
۱۰:۷۷	شعررں	شعروں	شرح غالب و دیگر		
۲۲:۷۹	حاشے	حاشیے	۹:۳۱۷و۱۰	ملاحظہ ہو گجیہ ومعنی	ملاحظہ ہو گنجینۂ معنی
۵:۸۳	آغار	آغاز		غزلیات،۹۳:۷،	غزلیات،۴۷:۶و۱۱۱
۱۰:۸۵	مشتلات	مشتملات		۵:۹۴،۶:۱۱۶،	۱۳:۵۶،
۱۵:۱۰۱	شبہے	شبہے		۱:۱۶۱،۵:۱۶۳،	۴:۷۵و۱۰۴،
۱۲:۱۰۷	شیوزاین	شیوزاین		۸:۲۱۴۔	۵:۸۴،۹:۹۳۔
۱۲:۱۰۷	مدفت	معرفت	۱۵:۳۲۱	یاد میں	یاد میں
۶:۱۰۹	ذرے	ذریعے	۱۵:۳۲۴	تو تو میں	تو میں
۲۰:۱۱۴	صفحۂ ۱۷	صفحہ ۱۷	۱۵:۳۲۵	کھی ۱۲ کھی	کبھی ۱۲ کبھی
۱۳:۱۱۹	واقعی تصویر	دوسری تصویر	۱۴:۳۲۵	مطاق	مطابق
۱۵:۱۱۹	چھاپا تھا	چھاپی تھی	۱۹:۳۲۵	(۷:۱۲۷)	(۴:۱۲۷)
۲۱:۱۱۹	سرگاش	سرگباش	۱۳:۳۲۶	تیجہ	نتیجہ
			۱۹:۳۲۶	(یادگا:۱۷۱)	(یادگار:۱۷۱)
گنجینۂ معنی، نواے سروش، یادگارِ نالہ			۲۲:۳۲۶	ھیں	ہیں
۳:۱۴	پاریک	باریک	۲۲:۳۲۸	بہارعجم	بہارِعجم
۷:۸۱	زلس	زبس	۹:۳۲۹	پنھانا	پہنانا
۱۵:۸۱	ساماں یک	سامانِ یک	۱۹:۳۲۹	(عود:۱۶۱)	(عود:۱۲۱)
۱۲:۱۰۱	حلقۂ گردابِ	حلقۂ گرداب	۳:۲۳۰	(عود:۱۶۱)	(عود:۱۲۱)
۷:۱۰۲	خموشِ	خموش	۶:۳۳۰	(۴:۱۴۵)	(۳:۱۴۵)
۴:۱۰۶	واماندگی	واماندگی	۲:۳۳۱	بیدل	بیدل
۱۵:۱۵۹	ژے	ترے	۲:۳۳۱	دیوان بیدل	دیوانِ بیدل
۱۰:۱۸۳	نہں	نہیں	۱۶:۳۳۰	خر	خبر
۶:۳۴۰	ان میں کا دوسرا	ان میں دوسرا	۱۶:۳۶۹	نمر	نمبر
۱۶:۳۴۱	ان میں کا پہلا	ان میں پہلا	۸:۳۸۹	عزیز	عزیز
۲:۳۴۳	ہم ے	ہم نے	۲۰:۳۹۲	پاسبانی	پاسبانی
۸:۳۴۴	بہم	بہم	۳:۳۹۳	مرزا احسام الدین	مرزا احتسام الدین

۱۸:۳۴۷	ھائی	بھائی	۱۷:۳۹۳	برطاوس	پرِطاؤس
۲۰:۳۴۸	طیارکر کے	تیّارکر کے	۲:۳۹۵	دسمبر اررر	دسمبر اور
۲:۳۵۴	مہیناھر	مہینا بھر	۴۲۹: کالم: ۲، سطر: ۷	یاد بھی	یاد ہیں
۱۱:۳۵۵	ملاحظہ	ملاحظہ ہو	۴۸۱: کالم: ۱، سطر ۱۱	۸:۲۲۳، ۱۴:۳۳۰	۸:۲۲۳
۲:۳۵۶	سونچاہوں	سونچتاہوں	۴۹۵: کالم: ۱، سطر ۱۳	مالاما	مولانا
۷:۳۶۸	محروح	مجروح	۵۰۲: کالم: ۱، سطر ۱۵	لطائف غیی	لطائفِ غیبی

''دیوانِ غالب'' نسخۂ عرشی کی اس پہلی اشاعت کے بعد، مولانا عرشی کو اس سلسلے کے کچھ اور نوادر بھی ملے جسے وہ نسخۂ عرشی کی ذاتی کاپی پر نوٹ کرتے رہے۔ ان کے علاوہ کچھ دوسرے اہلِ نظر کی تحقیق و تلاش سے بھی غالب کا کچھ غیر مطبوعہ کلام رسائل وغیرہ میں شایع ہوا۔ ۱۹۶۳ء تک، ان مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والے منتشر کلام کو اکبر علی خاں عرشی زادہ نے ''ضمیمہ نسخۂ عرشی'' کے عنوان سے رسالہ ''نقوش (لاہور) کے نومبر ۱۹۶۴ء کے شمارے میں شایع کیا۔ عرشی زادہ اس ضمیمے کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''خود جناب عرشی صاحب کو بھی نسخۂ عرشی کی اشاعت کے بعد چند نوادر ملے، جن کا ترتیب کے وقت پتا نہیں چل سکا تھا۔ نیز دوسرے اہلِ نظر کی توجہ سے بھی غالبؔ کے اشعار اِدھر اُدھر اخبارات و رسائل میں شایع ہوئے۔ چوں کہ ''دیوانِ غالبؔ'' کے نسخۂ عرشی کی حیثیت ایک حوالے کی کتاب کی ہے اور لوگ اسی کی طرف اکثر و بیشتر رجوع کرتے ہیں۔ اس لیے میں نے یہ مناسب جانا کہ ایسے سارے منتشر و پریشان اشعار کو جو نسخۂ عرشی سے خارج ہیں یک جا کر دوں اور نسخۂ عرشی کی اہمیت ہی کے پیشِ نظر یہ جرأت بھی کی کہ اس تدوین و ترتیب کو ''ضمیمۂ نسخۂ عرشی کے عنوان سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں۔
>
> یہاں میں نے بکھرے ہوئے اشعار کے ساتھ وہ اشعار بھی شریک کر لیے ہیں جو عرشی صاحب کو ترتیبِ نسخۂ عرشی کے بعد دریافت ہوئے تھے اور جو موصوف نے اپنی ذاتی کاپی پر (نسخۂ عرشی کی) اضافہ کر لیے تھے، کیوں کہ بجز اُس صورت کے یہ اشعار اہلِ ذوق تک نسخۂ عرشی کی اشاعت ثانی سے پہلے نہیں پہنچ سکتے تھے۔''[۲۵]

نسخۂ عرشی طبع اوّل کے حِصّہ ''شرح غالبؔ'' اور ''غلط نامہ'' میں بھی مولانا عرشی نے کچھ کلام کے حذف و اضافے کے لیے کہا تھا۔ یہاں ''ضمیمہ نسخۂ عرشی'' میں بھی طبع اوّل کی نسبت کچھ مزید کلام سامنے آیا ہے نیز اس ضمیمے کے بعد ''بیاضِ غالب بہ خطِ غالبؔ'' یا ''نسخۂ عرشی زادہ'' کے ذریعے بھی غالب کا غیر مطبوعہ کلام منظرِ عام پر آیا۔ لہٰذا اس نوع کے تمام اضافوں کا تفصیلی تذکرہ، اگلے صفحات میں نسخۂ عرشی طبع ثانی کے حذف و اضافات کے تحت کیا جائے گا۔ چوں کہ ''ضمیمہ نسخۂ عرشی'' کو نسخۂ طبع اوّل سے نسبت ہے اور یہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اس لیے اس کا یہاں ذکر کر دیا گیا ہے۔

(۲)

''دیوانِ غالبؔ'' اُردو نسخۂ عرشی پہلی بار ۱۹۵۸ء میں، ''انجمن ترقیِ اُردو'' (ہند) علی گڑھ سے شایع ہوا۔ دوسرے ایڈیشن کی ترتیب و تدوین اور طباعت، مولانا عرشی کی زندگی میں ۱۹۷۱ء تک مکمل ہو چکی تھی لیکن اس کی اشاعت، مولانا عرشی کے انتقال (۲۵۔فروری ۱۹۸۱ء) کے بعد ۱۹۸۲ء میں ہوئی۔ گویا طبع اوّل کی اشاعت کے ۲۴ برس بعد یہ دوسرا ایڈیشن ''انجمن ترقی اُردو'' (ہند) نئی دہلی سے شایع ہوا۔

نسخۂ عرشی طبع اوّل میں، مولانا عرشی نے کچھ مشکوک کلام بھی شامل کر لیا مگر دیباچے میں اپنے شک کا اظہار بھی کر دیا تھا۔ طبع ثانی کی ترتیب و تدوین کے وقت ایسا مشتبہ کلام بھی اُن کی نظر میں تھا اور مزید مآخذ کے مل جانے سے، نیا کلام بھی شامل کرنا اُن کے پیشِ نظر تھا۔ لہٰذا نسخۂ عرشی طبع ثانی کو استناد کا درجہ دینے کے لیے اُنھوں نے اس پر دیدہ ریزی کا کام طبع اوّل کی اشاعت کے فوراً بعد ہی شروع کر دیا تھا۔ اس سلسلے میں دیگر اہلِ علم سے بھی انھوں نے برابر رابطہ رکھا اور نسخۂ عرشی طبع ثانی کو بہتر سے بہتر بنانے میں مصروف رہے۔ طبع ثانی کی ترتیب و تدوین کے مختلف مراحل کی یہ داستان بھی اُن کے خطوط میں بکھری پڑی ہے جو دل چسپ بھی ہے اور پُر از معلومات بھی اور اس کے ذریعے سے نسخۂ عرشی طبع ثانی کی ترتیب و تدوین کے بارے میں کچھ غلط تعبیرات [۲۶] اور منسوبات کی بھی تردید ہوتی ہے۔

یہاں ذیل میں نسخۂ عرشی طبع ثانی کی ترتیب و تدوین اور طباعت و اشاعت کے بارے میں، مولانا عرشی کے خطوط اور نسخۂ عرشی طبع ثانی کے مندرجات جیسے خارجی اور داخلی شواہد پیشِ خدمت ہیں جن کے ذریعے سے اس دوسرے ایڈیشن کی ترتیب و طباعت کے مراحل اور مدارج بھی سامنے آتے ہیں اور اس کی ترتیب کے غلط انتسابات کی بھی تردید ہو سکے گی۔

نسخۂ عرشی طبع اوّل، فروری ۱۹۵۹ء میں ابھی جلد بندی کے مراحل میں تھا گویا طباعت مکمل ہو چکی تھی اور اب اس میں اضافہ ممکن نہیں تھا۔ اس دوران میں نسخۂ بدایوں (۱۸۳۸ء) کے مل جانے پر، اس میں شامل دو نئے شعروں کو ''غلط نامہ'' میں اضافہ کروایا۔ اس کے بعد بھی مولانا عرشی کو ''دیوانِ غالبؔ'' کے مزید مخطوطات کے مل جانے کی توقع تھی اور وہ اس جستجو میں بھی تھے۔ اکبر علی خاں عرشی زادہ کو اپنے ایک خط میں ۲۲-فروری ۱۹۵۹ء کو لکھتے ہیں:

> ''میں نے ''دیوانِ غالبؔ'' کی ترتیب و تصحیح میں اس کا التزام کیا تھا کہ ان کے عہد کے نسخوں کے ماسوا کوئی اور مخطوطہ یا مطبوعہ استعمال نہیں کروں گا تو ۶ مخطوطے اور ۵ مطبوعہ نسخے میسر آ گئے اس کے بعد مزید مطبوعہ ایڈیشنوں کے ملنے کی توقع نہیں رہی ہے۔ لیکن قلمی نسخے باقی ہیں اور بہت ممکن ہے کہ دو چار برس میں مجھے یا دیگر اہلِ ذوق کو مل بھی جائیں۔ جیسے حال ہی میں بدایوں سے ایک مخطوطہ ملا اور اس کے ذریعے غالبؔ کے کلام کی تاریخی ترتیب سے متعلق کچھ نئی باتیں سامنے آئیں نیز دو نئے شعر مل جانے کی وجہ سے ایک مقطع کے مفہوم کا ایک نیا گوشہ ہاتھ آیا۔''۲۷

''دیوانِ غالبؔ'' کے مزید مخطوطات مل جانے کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی اور مولانا عرشی کی آرزو بر آئی، چناں چہ اسی برس کچھ مزید مخطوطات کے مِل جانے کی وجہ سے، طبع ثانی کی ترتیب و تدوین میں ان سے استفادہ کرنے کے ارادے کا اظہار کرتے ہوئے، مولانا عرشی، ذکیہ جیلانی کو ۸-مئی ۱۹۵۹ء کو لکھتے ہیں:

> ''دیوانِ غالب کی اشاعت کے بعد دو تین اور ایسے مخطوطے علم میں آئے ہیں جو حیاتِ غالب کے ہیں۔ بشرطِ حیات اگلے ایڈیشن کی تیاری میں ان سے بھی کام لوں گا۔''۲۸

اگلے چند برسوں میں مولانا عرشی نے ان مخطوطات سے کام لیا اور نسخۂ عرشی طبع اوّل کی اپنی ذاتی کاپی پر جگہ جگہ ترمیم و تنسیخ فرماتے اور اسے طبع ثانی کے لیے تیار کرتے رہے۔ اسی دوران میں نادم سیتاپوری ''غالبؔ کے کلام میں الحاقی عناصر'' کے موضوع پر کتاب مرتّب کر رہے تھے۔ انھوں نے مولانا عرشی سے معاونت چاہی اور اُن سے نسخۂ عرشی کی ذاتی کاپی طلب کی جس پر مولانا عرشی اپنے قلم سے ترمیم و اضافہ کر رہے تھے۔ مولانا عرشی نے انھیں وہ ذاتی نسخہ بھیجا اور اس سے استفادے کے طریقۂ کار کی وضاحت کرتے ہوئے ۲۴-جولائی ۱۹۶۴ء کو لکھا:

''اب آپ کسی شعر کو قلم زد پائیں تو اس کا مطلب یہ قرار دیں کہ میں اس شعر کو مستقل لکھنا نہیں چاہتا تھا کیوں کہ اس میں ترمیم کر کے غالب نے دوسری شکل قرار دے لی ہے جو ''نوائے سروش'' میں موجود ہے۔ لہٰذا اس قدیم شکل کو اختلافِ نسخ میں تحریر کیا جائے گا۔

چناں چہ ایسے شعر ''گنجینۂ معنی'' میں چھپ گئے جنھیں مستقل جگہ دینا نہ چاہیے تھی۔

اب جو نیا ایڈیشن میں تیار کر رہا ہوں اس میں یہ ترمیم کی جا رہی ہے۔''۲۹

نادم سیتاپوری نے نسخۂ عرشی، طبع اوّل کی اس کاپی سے، جو مولانا عرشی کی ذاتی تھی اور وہ اس میں ترامیم و اضافے کر رہے تھے، بھرپور استفادہ کیا اور اس کا اعتراف اپنی اس کتاب کے دیباچے میں ان الفاظ میں کیا:

''مولانا امتیاز علی خاں عرشی رام پوری کا میں سب سے زیادہ سپاس گزار ہوں جنھوں نے.... مجھے اپنا وہ خاص نسخہ ''دیوانِ غالب'' (نسخۂ عرشی) بھی بھیج دیا جو نئے ایڈیشن کے لیے زیرِ تصحیح ہے اور اس پر مولانا اپنے قلم سے جابجا ترمیم و تنسیخ فرما رہے ہیں۔''۳۰

مولانا عرشی کے اب تک متفرق مطبوعہ خطوط میں سے، سیّد قدرت نقوی کے نام جتنے خط ہیں نسخۂ عرشی طبع ثانی کا سب سے زیادہ ذکر ان میں آیا ہے۔ سیّد قدرت نقوی کو بھی نسخۂ عرشی کے مندرجات سے دل چسپی تھی۔ کچھ باتوں کو وہ محلِ نظر سمجھتے تھے اور کچھ نئے اشعار بھی مولانا عرشی کو بھیجتے رہے۔ مولانا عرشی جواب میں اس طبع ثانی کی ترتیب و تدوین اور طباعت کے بارے میں اُنھیں تحریر کرتے رہے۔ ان خطوط سے بھی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ نسخۂ عرشی طبع ثانی کی نہ صرف ترتیب و تدوین خود مولانا عرشی نے کی بلکہ اس کی طباعت بھی اپنی نگرانی میں مکمل کروائی۔ مولانا عرشی، قدرت نقوی کو ۲۳-اپریل ۱۹۶۶ء کے ایک خط میں لکھتے ہیں:

''دیوانِ غالب کا دوسرا ایڈیشن تیار کر رہا ہوں۔ آپ اپنی تجاویز بہ تفصیل لکھ بھیجیے اور جو کوتاہیاں نظر میں آئی ہوں وہ بھی ایک ایک کر کے بتایئے تاکہ نقشِ ثانی اسمِ بامسمّٰی ہو جائے۔''۳۱

قدرت نقوی نے دو غزلیں بھجوائیں اور کچھ مشاہدات تحریر کیے لیکن مزید لکھنے کے لیے نسخۂ عرشی کی ایک کاپی کا تقاضا کیا تو اس کے جواب میں مولانا عرشی ۲۳-مئی ۱۹۶۶ء کو لکھتے ہیں:

''میں آج کل دیوان کے دوسرے ایڈیشن کی تیاری میں لگا ہوا ہوں۔ میرے پاس

صرف ایک ہی نسخہ ہے جس پر کام جاری ہے ورنہ ضرور بھیج دیتا۔ آپ نے جو کچھ
پہلے تحریر کیا تھا۔ وہ میں نے نوٹ کر لیا تھا۔ اب بھی جو باتیں آپ کی نظر میں
آئیں وہ مجھے لکھتے رہیے۔''۳۲؎

اس حسنِ طلب پر قدرت نقوی نے مزید ایک نیا شعر ڈھونڈ نکالا اور مولانا عرشی کی خدمت میں ارسال کر دیا جواب میں ۱۹- جون ۱۹۶۶ء کو مولانا عرشی لکھتے ہیں:

''.... جو شعر آپ نے درج کیا ہے.... میں اسے درج کتاب کر رہا ہوں۔....
اب بھی یہ مسئلہ دھیان میں رکھیے گا اور مجھے وقتاً فوقتاً معلومات سے خبردار
کرتے رہیے گا''۔۳۳؎

اس دوران میں مولانا عرشی کی طلب دیکھ کر اور ان کی خوشنودی کے لیے قدرت نقوی نے نسخۂ عرشی طبع اوّل کے بارے میں اپنے تمام مشاہدات، اُنھیں بھیجنے کے لیے، اپنی ایک بیاض میں نوٹ کر لیے۔ قدرت نقوی چوں کہ اس بیاض کا ذکر اپنے خط میں کر چکے تھے۔ اس لیے مولانا عرشی ۱۲- ستمبر ۱۹۶۷ء کو اُنہیں لکھتے ہیں:

''کارڈ ملا۔ اس میں غالب کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے، وہ میں
نے نوٹ کر لیا۔ دیوان کا دوسرا ایڈیشن زیرِ طبع ہے۔ تقریباً ۱۶ صفحے چھپ بھی
گئے ہیں آپ اپنی بیاض فوراً ارسال فرما دیجیے، تاکہ دورانِ طباعت میں اس
سے فائدہ اٹھا لوں، ورنہ استدراک کا دُم چھلاّ لگانا پڑے گا جو بجز بے حد مجبوری
کے اچھا نہیں لگتا۔''۳۴؎

مولانا عرشی کے اس خط سے، نسخۂ عرشی طبع ثانی کی طباعت کے آغاز کا تعین ہوتا ہے کہ ستمبر ۱۹۶۷ء میں مولانا عرشی نے اس کی طباعت شروع کروا دی تھی۔ ان کے تقاضے پر قدرت نقوی نے اپنی بیاض ارسالِ خدمت کر دی جس کے جواب میں مولانا عرشی، ۱۷- اکتوبر ۱۹۶۷ء کے خط میں لکھتے:

''بیاض پڑھ لی اور اس سے استفادہ بھی کر لیا۔ سوٗ اتفاق سے ''گنجینۂ معنیٰ''
کا بڑا حِصّہ طبع ہو چکا تھا۔ اس لیے بعض کوتاہیوں کی تلافی استدراک میں ہو
سکے گی۔''۳۵؎

قدرت نقوی کے نام ان خطوط کے علاوہ، اس سے اگلے ہی برس، مولانا عرشی اپنے کرم فرما اور ہم دمِ دیرینہ سیّد حامد حسن جیلانی کو ۲- اپریل ۱۹۶۸ء کے خط میں بھی نسخۂ عرشی، طبع ثانی کی طباعت اور اس پر دیدہ ریزی کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"دیوانِ غالب (نسخۂ عرشی) کا دوسرا ایڈیشن زیرِ طباعت ہے۔ اس پر بھی دیدہ ریزی کرنا پڑتی ہے۔"[۳۶]

اس سلسلے کی ایک اور معتبر شہادت بھی ملاحظہ ہو۔ مالک رام نے "گلِ رعنا" کے قلمی نسخے کو مرتب کر کے، مئی ۱۹۷۰ء میں شایع کیا۔ اس کے مقدّمے کے آخر میں، ۱۵ فروری ۱۹۷۰ء کی تاریخ درج ہے۔ مالک رام مقدّمے میں لکھتے ہیں:

"نسخۂ عرشی کا دوسرا ایڈیشن زیرِ طبع ہے، بلکہ اس کا متن کا ملاً چھپ چکا ہے۔ مولانا امتیاز علی خان عرشی نے میری درخواست پر یہ حصّہ میرے دیکھنے کو بھیج دیا جس کے لیے میں ان کا شکرگزار ہوں۔"[۳۷]

مندرجہ بالا تمام شواہد سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ نسخۂ عرشی طبع ثانی کی ترتیب و تدوین، خود مولانا عرشی ہی نے مکمل کی اور وہی اس کے ذمہ دار ہیں کوئی دوسرا ان کے اس کام میں شریک نہیں نیز اس کی طباعت بھی خود مولانا عرشی نے اپنی نگرانی میں مکمل کروائی۔

اب ضمناً نسخۂ عرشی طبع ثانی کے داخلی شواہد کے ذریعے سے اس کی طباعت کی تکمیل کا تعین کیا جاتا ہے۔

نسخۂ عرشی طبع ثانی کے متن کا آخری حِصّہ "بادآورد" ہے۔ جس کے تحت آنے والا غیر مطبوعہ کلام وہ ہے جو بیاضِ غالب بہ خطِ غالب (۱۸۱۶ء) پر مبنی "نسخۂ عرشی زادہ" میں آیا ہے۔ مولانا عرشی اس کی طباعت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس حصّے میں نسخۂ عرشی زادہ کے ذریعے سے دریافت شدہ کلام شامل کیا گیا ہے۔ اس نسخے کا پتا ایسے وقت چلا کہ نسخۂ عرشی کا متن طبع ہو چکا تھا۔ صرف ایک آدھ جزو چھپنے سے باقی رہ گیا تھا۔ اس لیے اسے آخر میں شامل کرنا ممکن ہو سکا۔" (نسخۂ عرشی، طبع ثانی، مقدمہ، ص:۷۶)

یہ ایک آدھ جزو "یادگارِ نالہ" کا تھا جو طبع ہونا باقی تھا۔ اس لحاظ سے نسخۂ عرشی طبع ثانی کی طباعت کو دیکھا جائے تو بیاضِ غالب کا مخطوطہ، اپریل ۱۹۶۹ء میں دریافت ہونے کی بجائے اگر ایک برس پہلے ۱۹۶۸ء میں بھی ظاہر ہو جاتا، تب بھی اس کے غیر مطبوعہ کلام کے لیے چوتھا حِصّہ "بادآورد" بنانا پڑتا تھا کیوں کہ تاریخی ترتیب کے لحاظ سے اس کلام کو حِصّہ اوّل "گنجینۂ معنی" کے تحت آنا تھا جس کی طباعت ۱۹۶۷ء کے آخر تک مکمل ہو چکی تھی (یا پھر گنجینۂ معنی کو دوبارہ مرتب اور طبع کرنا پڑتا تھا)۔ گویا نسخۂ عرشی، طبع ثانی کے پہلے تین حصّے ۱۹۶۹ء تک طبع ہو چکے تھے۔

حصہ ''بادآورد'' ہی کے ذریعے سے مئی ۱۹۶۹ء تک نسخۂ عرشی کے یادگارِ نالہ تک کے متن کی طباعت مکمل ہو جانے کے بارے میں ایک اور داخلی شہادت یہ بھی ہے کہ غالب کی ایک غزل، دلِ بیتاب کہ سینے میں دم چند رہا.... الخ مخمس کی شکل میں نومبر ۱۹۶۴ء کے نقوش میں ''ضمیمہ نسخۂ عرشی'' میں ''باغِ مہر'' اور ''ہماری زبان'' کے حوالے سے شایع کی گئی۔ گویا نسخۂ عرشی طبع ثانی میں اسے ''یادگار نالہ'' کے تحت آنا تھا لیکن طبع ثانی کی طباعت ہی کے وقت ۱۹۶۷ء میں، ''انجمن ترقی اُردو'' کراچی سے تذکرہ ''گلشنِ ہمیشہ بہار'' کے چھپ جانے پر اور اس میں اس غزل کے موجود ہونے کی وجہ سے اسے میر امانی اسد کی سمجھ کو ''یادگارِ نالہ'' کے تحت طبع نہ کیا گیا۔ پھر بیاضِ غالب میں اس کے وجود سے یہ شک رفع ہوا اور اسے غالب ہی کا تسلیم کرنا پڑا۔ اب غزلِ مذکور نسخۂ عرشی طبع ثانی کے آخری حصہ ''بادآورد'' کے صفحہ ۴۴۶ پر درج ہے۔ ''بادآورد'' میں صرف وہ غیر مطبوعہ کلام ہے جو بیاضِ غالب کے ذریعے سامنے آیا۔ بیاض میں شامل جو بیشتر دوسری غزلیں اور اشعار کسی نہ کسی حوالے سے پہلے سامنے آچکے تھے۔ اُنہیں ''گنجینۂ معنی'' یا ''یادگارِ نالہ'' کے تحت شامل کرلیا گیا۔ لیکن پہلے سے مطبوعہ یہ غزل اس وجہ سے ''بادآورد'' میں شامل ہوئی کہ اس کے کلامِ غالب ثابت ہونے تک ''یادگارِ نالہ'' کے متن کی طباعت مکمل ہو چکی تھی۔ کیوں کہ بیاضِ غالب کی دریافت (اپریل ۱۹۶۹ء) ہی سے اس کے کلام غالب ہونے کی تصدیق ہوئی تھی۔ اگر اس وقت تک ''یادِ گارِ نالہ'' کی طباعت مکمل نہ ہوئی ہوتی تو اسے وہاں شامل کرلیا جاتا۔ غرض یہ کہ نسخۂ عرشی طبع ثانی کے پہلے حصے ''گنجینۂ معنی'' سے لے کر تیسرے حصے ''یادگارِ نالہ'' تک کے متن کی طباعت، ستمبر ۱۹۶۷ء سے شروع ہو کر مئی ۱۹۶۹ء تک، رام پور میں، مولانا عرشی کی نگرانی میں مکمل ہو چکی تھی اور مقدمے کی طباعت جاری تھی۔

بیاضِ غالب کا مخطوطہ، ۵-اپریل ۱۹۶۹ء کو دریافت ہوا۔ دریافت کے تقریباً ایک ماہ بعد مولانا عرشی کے پاس پہنچا۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''یہ ۵-اپریل ۱۹۶۹ء کو بھوپال میں دریافت ہوا اور یکم مئی ۱۹۶۹ء کو مجھے اس کے مطالعے کا موقع ملا''۔ (نسخۂ عرشی طبع ثانی، مقدمہ، ص: ۷۹)

اس کے دریافت ہونے اور مل جانے پر نسخۂ عرشی کے مقدمے کی طباعت روکنا پڑی اور مولانا عرشی اس کے غیر مطبوعہ کلام کی تحقیق و تفتیش میں مصروف ہو گئے۔ لہٰذا اس کے

ذریعے سے پہلی بار سامنے آنے والے غیر مطبوعہ کلام کے تعین کے بعد، مولانا عرشی نے، عرشی زادہ سے نسخۂ عرشی کے لیے ''استدراک'' لکھوائے، جن کی طباعت ۱۹۷۰ء تک مکمل ہو چکی ہوگی۔ اور پھر شروع ۱۹۷۱ء میں مقدمہ بھی طباعت کے مراحل طے کر چکا۔ نسخۂ عرشی، طبع ثانی کے مقدمے کے آخر میں ۲۵- مارچ ۱۹۷۱ء کی تاریخ درج ہے۔

نسخۂ عرشی، طبع ثانی کی ترتیب و تدوین اور طباعت کے بارے میں مندرجہ بالا داخلی اور خارجی شواہد سے یہ طے ہوتا ہے کہ اس دوسرے ایڈیشن کی ترتیب و تدوین اور تصحیح و اضافات خود، مولانا عرشی نے اسی ذوق و شوق، محنت و ریاضت اور جگر کاوی سے انجام دیئے جس طرح پہلے ایڈیشن کے لیے کام کیا تھا اور ان کی دیدہ ریزی کا یہ ثمر نورس اُن کی نگرانی میں ۱۹۷۱ء تک طباعت کے تمام مراحل بھی طے کر چکا تھا۔ لیکن اس کے باوجود طباعت کے گیارہ برس بعد اس کی اشاعت عمل میں آئی۔

نسخۂ عرشی کا پہلا ایڈیشن چوں کہ ''انجمن ترقیٔ اُردو'' (ہند) علی گڑھ نے شایع کیا تھا اس لیے یہ دوسرا ایڈیشن بھی ''انجمن'' ہی شایع کرنا چاہتی تھی اور یہ امر مولانا عرشی کے لیے بھی اطمینان بخش تھا۔ لیکن سوٴ اتفاق سے اسی دوران میں انجمن کا صدر دفتر علی گڑھ سے ختم کر کے دہلی منتقل کر دیا گیا۔ اس عمل سے اراکینِ مجلس تبدیل ہوئے اور نئے اراکین کو بھی انتظام سنبھالنے اور اسے معمول پر لانے میں دیر لگ گئی جس وجہ سے مولانا عرشی کے مرتبہ نسخۂ عرشی کے طباعت شدہ مسودے کی اشاعت میں دیر ہوتی گئی حتیٰ کہ ۲۵- فروری ۱۹۸۱ء کو مولانا عرشی انتقال فرما گئے اور اپنی زندگی میں یہ دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی خوشی انھیں نصیب نہ ہو پائی۔ اس کی اہمیت کے پیشِ نظر اور اب اس کے، مولانا عرشی کی یادگار ہونے کے طور پر، انجمن کو اس کی فوری اشاعت کی فکر دامن گیر ہوئی۔ اس طرح، جولائی ۱۹۸۲ء میں نسخۂ عرشی کا یہ دوسرا ایڈیشن، انجمن کے اس نئے صدر دفتر، نئی دہلی سے شایع ہوا۔ اس کی اشاعت کا پہلا اشتہار ''ہماری زبان'' نئی دہلی، جلد: ۴۱، شمارہ ۲۵-۲۶، یکم و ۸ جولائی ۱۹۸۲ء کے شمارے میں صفحہ ۲ پر شایع ہوا، جو ذیل کی عبارت پر مشتمل ہے:

''ساہتیہ اکیڈمی کا انعام یافتہ

دیوانِ غالب (نسخۂ عرشی)

مرتبہ: مولانا امتیاز علی خاں عرشی مرحوم

دیوانِ غالب کے اب تک سیکڑوں اڈیشن شایع ہو چکے ہیں لیکن مولانا عرشی کے مرتب کیے ہوئے نسخے کو دیوانِ غالب کا مستند ترین اڈیشن تسلیم کیا جاتا ہے۔ مولانا مرحوم نے متنی تنقید کے جدید ترین اصول و قواعد کی روشنی میں دیوانِ غالب کا تنقیدی اڈیشن مرتب کیا تھا۔ جو پہلی بار ۱۹۵۸ء میں شایع ہوا۔ یہ ایڈیشن چند مہینوں میں نایاب ہو گیا۔ مرحوم نے.... بڑی محنت اور دیدہ ریزی سے اور بہت زیادہ ترمیم و اضافہ کے بعد یہ دوسرا اڈیشن تیار کیا تھا۔ مولانا مرحوم نے اس اڈیشن پر متوسط ۳۸ مقدمہ لکھا ہے اور اس طرح کے حواشی اور تعلیقات لکھے ہیں جو اس سے پہلے کسی اور اڈیشن پر نہیں لکھے گئے۔ ''انجمن'' نے یہ اڈیشن ٹائپ کے ذریعے بہت دیدہ زیب شایع کیا ہے۔

صفحات	سائز	قیمت
۷۵۱	۲۰x۳۰ / ۸	-/۹۸ روپے

''انجمن ترقی اُردو'' (ہند) اُردو گھر، راؤز ایونیو، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲''

نسخۂ عرشی، طبع ثانی پر سال اشاعت ۱۹۸۲ء درج ہے۔ اس اشتہار کے ذریعے سے مہینے کا بھی تعین ہو جاتا ہے۔ یہ اشتہار ''ہماری زبان'' کے کچھ بعد کے شماروں میں بھی آتا رہا لیکن اس کے علاوہ ہماری زبان کے کسی شمارے میں اس دوسرے ایڈیشن پر کوئی مختصر یا طویل تبصرہ شایع نہیں ہوا۔

''دیوانِ غالب'' اُردو نسخۂ عرشی کا یہ دوسرا ایڈیشن، جو، جولائی ۱۹۸۲ء میں ''انجمن ترقیٔ اُردو'' ہند، نئی دہلی کے اہتمام سے شایع ہوا، طبع اوّل کی نسبت ضخیم بھی ہے اور مندرجات کے لحاظ سے نہایت اہم بھی۔ خوبصورت دبیز کاغذ کا لیمینیٹڈ گرد پوش جس کی زمین سادہ، درمیان میں مربع شکل میں سیاہ زمین پر سفید حرفوں میں ''دیوانِ غالب نسخۂ عرشی مرتبہ امتیاز علی خاں عرشی'' لکھا ہے جو بہت، اُجلا اُجلا، نمایاں اور بھلا لگ رہا ہے۔ گرد پوش کی اس سیاہ لوح کے چاروں اطراف کو زرد رنگ میں تحریر اسم ''غالب'' نے گھیرا ہے۔ جو حاشیے کا کام بھی دے رہا ہے۔ اس کے نیچے اشاعتی ادارے کا نام ہے۔ گرد پوش کی پشت پر بھی اسی انداز اور رنگوں میں یہی عبارت انگریزی میں ہے۔ جلد نہایت مضبوط ہے۔ باریک ولایتی کاغذ ہے لیکن زیادہ پرانا

نہ ہونے کے باوجود میلا بھی ہو رہا ہے اور خستہ بھی۔ صفحے کے کونے کو ایک بار موڑ کر دبا دیں تو الگ ہو جاتا ہے۔

اندرونی سرورق کی عبارت کم و بیش وہی ہے جو طبع اوّل میں ہے۔ عنوان کے نیچے ''نقشِ ثانی'' درج ہے اور طبع اوّل کی نسبت مرتّب کے نام کے نیچے سے ''لائبریرین رضا لائبریری رام پور'' حذف ہے۔ اندرونی سرورق کا صفحہ ب، جس پر طباعتی اور اشاعتی کوائف ہونے تھے خالی ہے اور یہ کوائف آخر میں ''صحت نامہ'' کے آخری صفحے پر اس طرح درج ہیں:

سلسلۂ مطبوعات، ''انجمن ترقیٔ اُردو'' (ہند) ۴۹۵

اشاعت اوّل = ۱۹۵۸ء

اشاعت دوم = ۱۹۸۲ء

طباعت: پبلک پرنٹنگ پریس، رام پور (یو پی)

کوائف میں طبع ثانی کی کاپیوں کی تعداد، صفحات کی تعداد، قیمت اور حقوق کا کہیں اندراج نہیں ہے۔ گرد پوش کے پشتے پر عنوان، مرتّب اور ادارے کے نام کے نیچے ''قیمت ۹۸ روپے'' درج ہے۔ ورق ۲ صفحہ ا پر طبع اوّل کے مطابق انتساب ہے۔ انتساب والے اس ورق ۲ صفحہ ''ب'' سے ''ترتیبِ مندرجات'' شروع ہوتے ہیں جو تین صفحات پر مشتمل ہیں۔ اس کے بعد آل احمد سرور کی ''تقریب'' جو طبع اوّل میں بھی شامل ہے۔ اس پر تاریخ ۱۹۵۸ء ہی درج ہے۔ انجمن کے نئے جنرل سیکریٹری کے قلم سے اس نئے ایڈیشن کے لیے کوئی تحریر شامل نہیں ہے۔

''تقریب'' کے بعد صفحات کے نئے نمبر شمار کے تحت صفحہ ایک پر صرف ''مقدمہ'' درج ہے (طبع اوّل میں یہ دیباچہ تھا طبع ثانی میں یہ عنوان ''مقدّ مہ'' ہے اس لیے آئندہ ہر جگہ اسے مقدّ مہ ہی لکھا جائے گا) اور صفحہ ۲ سے اس مقدّ مے کا متن شروع ہوتا ہے جو صفحہ ۱۶۰ تک پھیلا ہوا ہے۔ طبع اوّل کی نسبت اس مقدّ مے میں بہت سے اضافے ہوئے۔ طبع اوّل میں دیباچے کے ۲۷ ذیلی عنوانات تھے طبع ثانی کے مقدّ مے کے ۸۴ ذیلی عنوانات ہیں۔ طبع اوّل میں دیباچے کے ذیلی عنوانات کو متن ہی کی سطروں میں دائیں طرف ٹائپ کے اسی سائز میں درج کر دیا تھا لیکن طبع ثانی میں مقدّ مے کا ہر ذیلی عنوان، نئی سطر کے درمیان پھول دار قوسین میں ہے اس طرح ظاہری اور صوری خوبی بھی پیدا ہوئی۔ مقدّ مے کے حواشی اور حوالہ جات صفحہ بہ صفحہ درج ہیں۔ مقدّ مے کی عبارت کے آخری صفحے پر دائیں جانب ''رام پور رضا لائبریری، رام پور، ۲۵ مارچ ۱۹۷۱ء درج ہے اور اس کے بالمقابل بائیں جانب ''امتیاز علی عرشی''۔

مقدّ مے کے بعد صفحات کے نئے نمبر شمار کے تحت صفحہ ایک پر متن کے پہلے حصے ''گنجینۂ معنی'' کا سرورق ہے۔ اس حصّے کا متن صفحہ۲ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۲۶ پر ختم ہو رہا ہے۔ جس میں ۳ قصائد، ۲۷۸ غزلیات اور ۶ رباعیات ہیں۔

اس طرح اس حصّے میں کل ۱۶۵۸ اشعار ہیں۔ دوسرا حصّہ ''نوائے سروش'' صفحہ ۱۲۷ سے ۳۴۸ تک ہے جس میں ۱۶ قطعات، ایک مثنوی، ۴ قصائد، ۲۳۴ غزلیات اور ۱۶ رباعیات کے کل ۱۸۰۲ اشعار ہیں۔ تیسرا حصّہ ''یادگارِ نالہ'' صفحہ ۳۴۹ سے ۴۴۲ تک ہے جس میں ۱۳ قطعات، ۴ مثنویات، ۴ قصائد، ایک مرثیہ، ایک سلام، ۳ سہرے، ایک مخمس، ۶۷ غزلیات اور ۹ رباعیات ہیں اس حصّے میں ان مختلف اصناف کے ۵۹۶ اشعار اور ۱۱ فرد مصرعے ہیں۔ چوتھا اور آخری حصّہ ''باد آورد'' صفحہ ۴۵۷ پر تمام ہو رہا ہے اور اس میں ۴۷ غزلیات اور ۲ رباعیات کے ۱۶۸ اشعار ہیں۔ (اصناف اور اشعار کی یہ تعداد وہ ہے جو نسخۂ عرشی طبع ثانی کے متن میں موجود ہے) ہر حصّے کا سرورق الگ صفحے پر اور اس کی عبارت بھی طبع اوّل کے مطابق ہے، صرف آخری حصّے ''باد آورد'' کے تحت اس عنوان کی مناسبت سے غالبؔ کا کوئی شعر درج نہیں ہے نہ طبع اوّل کی طرح ان تمام سرورقوں کی عبارت رنگین ہے۔ ان چاروں حصّوں میں جس قسم کا کلام ہے اور جس ترتیب سے ہے اس میں طبع اوّل کی نسبت کوئی تبدیلی نہیں علاوہ آخری حصّے کے۔ ''باد آورد'' طبع ثانی کا اضافہ ہے اور بیاضِ غالب بہ خطِ غالب (۱۸۱۶ء) کے غیر مطبوعہ کلام پر مشتمل ہے جس کا ذکر پچھلے صفحات میں آ چکا ہے۔

طبع اوّل کی نسبت ایک اور اضافی خوبی اس دوسرے ایڈیشن کی یہ ہے کہ ہر صفحے پر موجود اشعار کی تعداد کے شمار کے لیے، پانچ شعروں کے فرق سے، نمبر بھی لگا دیے ہیں مثلاً ایک صفحے پر اگر ۲۰ شعر آئے ہیں تو پہلے پانچ شعروں میں سے پانچویں پر نمبر ۵ لکھ دیا ہے پھر اگلے ۵ پر ۱۰، پھر ۱۵ اور پھر آخری پر ۲۰ نمبر درج ہے۔ یہ نمبر ہر ورق ا پر اشعار کی دائیں طرف اور ''ب'' پر بائیں طرف سے حاشیے میں شعر کے برابر درج ہیں۔ چند مقامات پر یہ نمبر بے محل بھی لگ گئے اور کہیں درج ہونے سے رہ بھی گئے ہیں۔

نسخۂ عرشی، طبع ثانی کے متن میں موجود اشعار کی کل تعداد ۴۲۲۴ شعر اور ۱۱ فرد مصرعے ہے۔ اس ایڈیشن کے حصّہ ''استدراک'' اور ''صحت نامہ'' کے تحت کروائے جانے والے ترمیم و اضافات پر عمل کیے بغیر ذیل میں ثانی طبع کے متن کے چاروں حصّوں میں موجود اشعار کا

گوشوارہ پیش کیا جاتا ہے۔ طبع اوّل کے اشعار کے گوشوارے کی طرح یہاں بھی، اگر کسی ردیف کا صرف ایک شعر یا ایک مصرع ہے اور وہ الگ نمبر سے ظاہر ہے تو اُسے بھی الگ نمبر سے شمار کیا ہے۔ گوشوارہ پیش خدمت ہے:

نسخۂ عرشی طبع ثانی کے متن میں موجود اشعار کا گوشوارہ

حصّۂ اوّل : گنجینۂ معنی

قصائد: ۳ — تعداد اشعار: ۱۴۳

غزلیات کا گوشوارہ:

ردیف	تعداد غزلیات	تعداد اشعار
ا	۵۷	۲۸۵
ب	۲	۱۳
ت	۳	۱۷
ث	۲	۱۴
ج	۲	۱۲
چ	۳	۱۷
ح	۱	۵
د	۵	۳۲
ر	۷	۳۵
ز	۸	۴۶
س	۴	۱۷
ش	۲	۱۲
ع	۱	۵
غ	۲	۱۲
ف	۲	۱۲
ک	۳	۹
گ	۱	۷

ل	۶	۳۶
م	۵	۳۱
ن	۲۹	۱۶۷
و	۷	۴۷
ہ	۸	۵۳
ی	۱۱۸	۶۱۹

کل غزلیات : ۲۷۸ غزلیات کے کل اشعار : ۱۵۰۳

رباعیات : ۶ تعداد اشعار: ۱۲

گنجینۂ معنی کے اصناف اور اشعار کی تعداد:

۳ قصائد	۱۴۳ اشعار
۲۷۸ غزلیات	۱۵۰۳ "
۶ رباعیات	۱۲ "
کل میزان :	۱۶۵۸

حصۂ دوم : نوائے سروش

قطعات : ۱۶ تعداد اشعار: ۱۱۵

مثنوی : ۱ " ۳۳

قصائد: ۴ " ۱۶۲

غزلیات کا گوشوارہ:

ردیف	تعداد غزلیات	تعداد اشعار
ا	۴۸	۳۰۵
ب	۱	۱۲
ت	۴	۱۹
ج	۲	۴

ح	۱	۶
د	۱	۹
ر	۹	۶۹
ز	۵	۲۳
س	۱	۷
ش	۱	۲
ع	۲	۸
ف	۱	۲
ک	۲	۱۵
گ	۱	۲
ل	۱	۹
م	۳	۸
ن	۳۳	۲۲۵
و	۱۱	۸۱
ہ	۲	۳
ی	۱۰۵	۶۵۱

کل غزلیات : ۲۳۴ غزلیات کے کل اشعار : ۱۴۶۰

رباعیات : ۱۶ تعداد اشعار : ۳۲

''نوائے سروش'' میں اصناف اور اشعار کی تعداد:

۱۶ قطعات:	۱۱۵ اشعار
۱ مثنوی:	۳۳ "
۴ قصائد:	۱۶۲ "
۲۳۴ غزلیات:	۱۴۶۰ "
۱۶ رباعیات:	۳۲ "
کل میزان:	۱۸۰۲ "

حصۂ سوم : یادگارِ نالہ

قطعات : ۱۳	تعدادِ اشعار : ۷۵
مثنویات : ۴	" ۱۸۰
قصائد : ۴	" ۱۱۰
مرثیہ : ۱	" ۹ (تین بند)
سلام : ۱	" ۲۱
سہرے ۳ : ۳۹ع	" ۱۸
مخمس : ۱	" ۲۷ (گیارہ بند)

غزلیات کا گوشوارہ:

ردیف	تعداد غزلیات	تعداد اشعار
ا	۱۰	۱۰ شعر، ایک مصرع
ب	۳	۲ شعر، ایک مصرع
ر	۲	۲
س	۱	۱
ط	۱	۱
ک	۲	۱۲
ل	۱	۱
م	۱	۱
ن	۱۲	۳۶ شعر، چار فرد مصرعے
و	۷	۶ شعر، ایک مصرع
ہ	۱	۱۵
ی	۲۶	۵۳ شعر، دو فرد مصرعے

کل غزلیات : ۶۷ غزلیات کے کل اشعار : ۱۴۰ اشعار ۹ فرد مصرعے

رباعیات : ۹ تعداد اشعار: ۱۶ شعر، ایک مصرع

''یادگارِ نالہ'' میں اصناف اور اشعار کی تعداد:

۱۳ قطعات	۷۵ اشعار
۴ مثنویات	۱۸۰ "
۴ قصائد	۱۱۰ "
۱ مرثیہ	۹ "
۱ سلام	۲۱ "
۳ سہرے	۱۸ "
۱ مخمس	۲۷ " ،ایک مصرع
۶۷ غزلیات	۱۴۰ "،۹ فرد مصرعے
۹ رباعیات	۱۶ " ایک مصرع

کل میزان : ۵۹۶ اشعار ، ۱۱ مصرعے

حصۂ چہارم : بادآورد

غزلیات کا گوشوارہ:

ردیف:	تعدادغزلیات:	تعداداشعار:
ا	۱۰	۴۳
ج	۱	۱
ر	۲	۷
م	۱	۶
ن	۶	۲۱
و	۱	۵
ہ	۳	۱۴
ی	۲۳	۶۷

کل غزلیات : ۴۷ غزلیات کے کل اشعار:۱۶۴

رباعیات : ۲ تعداداشعار:۴

''بادآورد'' میں اصناف اور اشعار کی تعداد:

۴۷غزلیات	۱۶۴ اشعار
۲ رباعیات	۴ "
کل میزان :	۱۶۸

''نسخۂ عرشی'' طبع ثانی کے چاروں حصّوں کی مجموعی تعداد:

گنجینۂ معنی	:	۱۶۵۸ اشعار
نوائے سروش	:	۱۸۰۲ "
یادگارِ نالہ	:	۵۹۶ " ۱۱مصرعے
بادآورد	:	۱۶۸ "
کل میزان	:	۴۲۲۴ اشعار اور ۱۱مصرعے

مندرجہ بالا گوشوارے کے مطابق، نسخۂ عرشی طبع ثانی کے چاروں حصّوں: ''گنجینۂ معنی''، ''نوائے سروش''، ''یادگارِ نالہ'' اور ''بادآورد''، کے متن میں آنے والے غالبؔ کے اُردو اشعار کی مجموعی تعداد۴۲۲۴ اشعار اور ۱۱ مختلف مصرعے ہے۔ لیکن اس ایڈیشن کے اشعار کی یہ واقعی تعداد نہیں ہے کیوں کہ طبع اوّل کی طرح اس ایڈیشن کے ''استدراک'' اور پھر ''صحت نامہ'' کے تحت بھی کچھ اشعار کو حذف کرنے اور ایک کا اضافہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

نسخۂ عرشی، طبع ثانی میں ''استدراک اور'' صحت نامہ'' کے مطابق ''گنجینۂ معنی'' میں سے دو اشعار، ''یادگارِ نالہ'' میں سے پانچ اشعار اور چار مصرعوں کی نامکمل غزل اور ''بادآورد'' میں سے ایک شعر کو حذف کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ اضافوں میں ''گنجینۂ معنی'' کے تحت صرف ایک شعر کا اضافہ کروایا ہے۔ اس طرح دیکھیں تو طبع ثانی کے مطبوعہ متن میں سے ۸ اشعار اور چار فرد مصرعے حذف کروائے اور ایک شعر کا اضافہ کروایا ہے۔ لہٰذا ''استدراک'' اور ''صحت نامہ'' کے حذف و اضافہ پر عمل کر لینے کے بعد طبع ثانی کے اشعار کی واقعی تعداد، جو مرتّب کی تحقیق اور منشا کے مطابق ہے، ۴۲۱۷ اشعار اور ۷ مصرعے بنتی ہے۔ ان میں سے بھی ''یادگارِ نالہ'' کی غزلیات میں سے ۲۰ اشعار اور چار مصرعوں کو مولانا عرشی نے مشتبہ قرار دے کر یہ لکھا ہے:

''اس حصے میں وہ اشعار بھی ہیں.... جنھیں میں کلامِ غالب ماننے کو اس وقت تک آمادہ نہیں جب تک کوئی مستند شہادت نہ مل جائے، چاہے اپنے انداز کے اعتبار سے وہ مستند اشعار سے کتنے ہی ملتے جلتے کیوں نہ ہوں۔ مثلاً اس حصے کے نمبر ۷، ۸، ۱۰، ۲۴، ۳۲، ۳۳، ۳۸، ۵۳، ۵۵-۵۷اور ۵۹ ۶۰ کے کلامِ غالب ہونے میں مجھے شک ہے'' (نسخۂ عرشی طبع ثانی، مقدمہ: ص: ۷۵-۷۶)

نسخۂ عرشی طبع اوّل میں متن کے آخری حِصّہ ''یادگارِ نالہ'' کے بعد ''شرحِ غالبؔ'' اور پھر ''اختلافِ نسخ'' تھے لیکن طبع ثانی میں سہولت کے لیے ان دونوں حصوں کو ہر متعلقہ صفحے پر درج کر دیا ہے۔ ان کی صورت یہ رہی ہے کہ ہر صفحے پر متن کے بعد ایک خط کھینچ کر خفی ٹائپ میں اختلافِ نسخ ہیں اور پھر ان کے نیچے خط کھینچ کر متن ہی کے سائز میں حواشی درج ہیں۔ اختلافِ نسخ اور حواشی کو اس طرح صفحہ بہ صفحہ درج کرنے سے طبع اوّل کی نسبت سہولت ہو گئی اور ٹائپ کے سائز میں اس فرق سے متن، اختلاف اور حواشی، الگ الگ طور پر نمایاں بھی ہو گئے ہیں۔

طبع اوّل میں ''شرح غالبؔ'' کے تحت، مفید حواشی، غالب کی اپنی تشریحیں، غالبؔ کی بعض تخلیقات کے زمانۂ فکر کا تعین اور مختلف شعروں کے متحد المضمون غالبؔ کے یا دوسرے شعرا کے اُردو و فارسی اشعار درج کیے تھے لیکن طبع ثانی میں حواشی کو گراں بار ہونے سے بچانے کے لیے مذکورہ بالا تمام مندرجات کو برقرار رکھا ہے سوائے غالبؔ کے علاوہ شعراء کے ہم مضمون اُردو و فارسی اشعار کے۔

متن کا آخری حِصّہ ''بادآورد'' چوں کہ بعد میں شامل کیا گیا اس لیے اس حصے کے تحت آنے والے کلام کے اختلاف کو متعلقہ جگہوں پر درج نہیں کیا جا سکا تھا۔ اس لیے طبع ثانی میں متن کے اس آخری حصے ''بادآورد'' کے بعد صفحہ ۴۵۹ سے ۵۶۴ تک ''استدراک'' کے عنوان سے اکبر علی خاں عرشی زادہ نے ''بادآورد'' کے اختلافِ نسخ کو مرتّب کیا ہے، ''استدراک'' کے شروع میں سات صفحات پر مشتمل عرشی زادہ کی ''گزارش'' ہے جس میں انھوں نے بیاضِ غالب بہ خطِ غالب (۱۸۱۶ء) کا تعارف کروایا اور یہ ''استدراک'' مرتب کرنے کا سبب بیان کیا ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۵۲۵ سے ۵۳۶ تک نسخۂ عرشی طبع ثانی میں شامل تمام کلام کی ابجدی ترتیب سے فہرست اشعار ہے۔ صفحہ ۵۳۷ سے ۵۷۱ تک

''اشاریہ'' ہے جو''الف'' اشخاص و السنہ وغیرہ''، ''ب: مقامات وغیرہ'' اور''ج: کتب و علوم وغیرہ'' پر مشتمل ہے۔ طبع اوّل کے اشاریے میں دیباچے کے ۱۲۰ صفحات کو شامل نہیں کیا گیا تھا لیکن طبع ثانی میں مقدمے کو بھی اشاریے میں شامل کرلیا ہے۔ اس اشاریے میں مقدمے کے صفحات کے نمبروں کو قوسین میں رکھا ہے۔ صفحہ ۵۷۲ پر عرشی زادہ کے قلم سے اس ایڈیشن کی اغلاطِ طباعت کے بارے میں ''معذرت'' ہے پھر اگلے گیارہ صفحات پر ''صحت نامہ'' ہے جس میں اس ایڈیشن میں رہ جانے والی طباعت کی غلطیوں کی تصحیح کی گئی ہے۔ یہ طویل ''صحت نامہ'' اس ایڈیشن کے آخری صفحہ ۵۸۳ پر تمام ہو رہا ہے۔ ''استدراک'' سے لے کر''صحت نامہ'' تک تمام اجزاء کے مندرجات کو ہر صفحے پر دو کالم بنا کر درج کیا گیا ہے۔ مقدمہ (بغیر حواشی) ۲۳ سطری مسطر میں ہے اور متن ۲۰ سطری مسطر میں ہے جہاں کہیں اختلاف نسخ یا حواشی زیادہ ہیں وہاں متن کی سطریں کم ہوکر اور حواشی و اختلاف کی بڑھ کر زیادہ سے زیادہ ۲۷ سطروں تک پہنچتی ہیں۔ ''استدراک'' تمام ۲۷ سطری مسطر میں ہے۔

طبع اوّل میں نمبر شمار، صفحات نمبر، تواریخ وغیرہ کو ہر جگہ فارسی ہندسوں میں لکھا تھا۔ یہاں طبع ثانی میں صرف صفحات کے نمبر شمار (چند ایک کے علاوہ) اُردو ہندسوں میں درج کیے ہیں باقی تمام ہرنوع کے ہندسے فارسی رسم الخط میں ہیں۔

نسخۂ عرشی، طبع ثانی میں رہ جانے والی اغلاطِ طباعت کے بارے میں عرشی زادہ ''معذرت'' کے عنوان سے صفحہ ۵۷۲ پر لکھتے ہیں:۔

> ''نسخۂ عرشی کے نقش ثانی میں.... پریس کی ناتجربہ کاری کے باعث متعدد قسم کی غلطیاں بھی در آئیں.... نقطوں کی طباعت اس قدر ناقص ہے کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال آئندہ صفحات میں ایسی غلطیوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو گمراہ کن ہیں۔ صحت نامے میں غلطی نہ دخل پا جائے، اب ڈر اس کا ہے۔''

گیارہ صفحے کے طویل ''صحت نامہ'' کے باوجود متعدد غلطیاں باقی رہ گئیں بلکہ کچھ صحت نامے میں بھی در آئیں۔ ذیل میں ایسی نمایاں اغلاطِ طباعت کو درج کیا جاتا ہے۔

اغلاطِ طباعت نسخۂ عرشی طبع ثانی (علاوہ ''صحت نامہ'')

مقدمہ

صفحہ وسطر	غلط	صحیح	صفحہ وسطر	غلط	صحیح
۳:۹	استاد	استناد	۱۰:۱۳۶	آتی	آتی
۱۲:۲۰	نسخۂ شیرایی	نسخۂ شیرانی	۱:۱۴۳	پانچواں ایڈیشن	۵-پانچواں ایڈیشن
۲:۲۲	ھی	بھی	۷:۱۵۵	قدیم	قدیم
۵:۳۳	سخسنت است	سخنست	۱۲:۱۵۵	کربم الدین	کریم الدین
۱۴:۳۶	حملے	جملے	**متن**		
۲۱:۴۰	اتفاقا	اتفاقاً	۹:۴	زنار	زنارِ
۷:۴۷	ریختہ	ریختہ	۵:۱۲	رفتن	رفتنِ
۲۳:۵۴	میر ابرھم	میر ابراھیم	۱۷:۲۰	رکاب	رکاب
۲۲:۷۲	میم	ترمیم	۳۲:غزل نمبر	۵۶	۵۵
۱:۷۶	۶۹	۵۹	۱۷:۵۴	پہلے	پہلے
۸:۷۶	صحج	صحیح	۷:۹۱	دبدۂ	دیدۂ
۴:۷۷	تارنحوں	تاریخوں	۱۵:۱۰۵	مین	میں
۱۳:۷۷	اخلافات	اختلافات	۱۹:۱۱۵	بغیر	بغیر
۲۲:۷۸	مس	متن	۱۳:۱۳۶	پھیل کر	چھیل کر
۱۶:۹۰	ان میں کی	ان میں	۱۴:۱۳۷	تو تو میں	تو میں
۲۱:۹۴	ورق۲ب	ورق۳ب	۱۰:۱۴۳	فجر الدین	فخر الدین
۵:۹۵	ساتویں شعر میں	چھٹے شعر میں	۱۸:۱۴۶	الف، قد، مب	۲ الف، قد، مب
۲۰:۹۵	ورق ۳۸ ب	ورق ۳۷ ب	۳:۱۵۰	تاشا	تماشا
۸:۹۸	بحث	بحث	۱۲:۱۶۰	ان میں کا	ان میں
			۷:۱۶۱	ھا	تھا
۱۵:۱۰۰	غرلوں	غزلوں	۱۳:۱۶۲	ب، قد، مب، مج ہر دو	ب، قد، مب، مج، ہر دو پردہ
۲۲:۱۰۲	رباعیات ۱۳	رباعیات ۱۲	۱۹:۱۶۴	۷	۷ب
۱۸:۱۰۵	انتحاب	انتخاب	۱۸:۱۶۵	پہلو اندیشہ	پہلوِ اندیشہ

۷:۱۷۳	ب، داغِ مہ	داغِ مَہ	۱۰:۲۸۸	۰۱	۱۰
۸:۱۷۳	مَہاب	مَہتاب	۵:۲۹۸	یہ	یہ
۱۱:۱۷۵	۲ الف	۱ الف	۱۰:۲۹۹	ندارد	ندارد
۱۰:۱۷۵	ژا	ترا	۱۱:۳۱۴	برس	برس
۱۲:۱۷۶	باندزۂ	باندازۂ	۵:۳۷۵	آبا	آیا
۲:۱۷۷	نر	تر	۱۱:۳۷۵	حیدرابادی	حیدرآبادی
۲:۱۷۹	ندکھا	نہ دیکھا	۱۵:۳۹۶	حاضرین	حاضرین
۲:۱۷۹	بدل	بہ دل	۲۰:۳۹۶	ف	صرف
۸:۱۷۹	زندگی	زندگی	۳:۴۰۲	اخلافات	اختلافات
۶:۱۸۰	تبز	تیز	۳:۴۰۴	ک یی	کوئی
۹:۱۸۰	یمباز	نیم باز	۵:۴۰۴	اکبرابادی	اکبرآبادی
۱۳:۱۸۰	اون غرلوں	اُن غزلوں	۷:۴۰۴	اُنہیں میں کا	اُنہیں میں
۱۰:۱۸۱	رحمت	زحمت	۱۰:۴۰۴	واقع	مواقع
۹:۱۸۲	کاوسہاے	کاوش ہائے	۱۱:۴۰۴	س	اس
۱۹:۱۸۶	نز	تیز	۲:۴۰۹	والاکرام	والاکرام۲
۲:۱۹۲	اب ،عود	۲ب ،عود	۴:۴۱۳	درستوں	دوستوں
۱۵:۱۹۹	ضاہری	ظاہری	۱:۴۱۹	گزیدہ	گزیدہ
۱۳:۲۰۷	جن میں کا	جن میں	۴:۴۲۳	انگریز	انگریز
۷:۲۳۱	زہر ملنا	زہر ملتا	۳:۴۲۸	جوب	جواب
۸:۲۳۹	ہوگیں	ہوگئیں	۱۳:۴۴۰	مخلص	تخلص
۱:۲۴۷	, سب	شب	۱۰:۴۳۸	انتقال ہوگا	انتقال ہوا
صفحہ وسطر	غلط	صحیح	صفحہ وسطر	غلط	صحیح
۳:۲۶۴	نرمانۂ	بہ زمانۂ	۱۵:۴۴۶	داغِ مہر	باغِ مہر
۷:۲۶۵	کھلنا	کھلتا	۱۳:۴۵۵	ک	یک
۱۰:۲۷۹	ب، ح کے علاوہ، شیشہ	یہ ۱:۲۸۰ اب کا اختلاف ہے			

استدراک و دیگر

صفحہ، کالم، سطر	غلط	صحیح
۲۵:۴۶۲	حرفون	حرفوں
۱۵:۴۶۳	دال	ذال
۵۲۰: کالم:۱، سطر:۹	ص ۲۵۱	ص ۳۵۱
۵۲۵: کالم:۱، سطر:۱	صہبا ۶۱۴۷	صہبا ۶:۱۴۷
۵۲۵: ۲ سطر:۲	حوصلہ پاء ۶۳۱	حوصلۂ پا ۶:۳۱
۵۲۵: کالم:۱، سطر:۲۰	ساماں نکلا ۱۳:۱۲	ساماں نکلا ۱۲:۱۳
۵۲۷: کالم:۱، سطر:۱۸	۴۵۷، ۹:۱۹۵	۹:۱۹۵
۵۲۸: کالم:۱، سطر:۸	۳:۴۲	۳:۴۳
۵۳۲: کالم:۲، سطر:۱۲	۲۶:۵۵	۶:۲۵۵
۵۳۳: کالم:۱، سطر:۱۴	۵:۲۵۸	۱۰:۸۰، ۵:۲۵۸
۵۳۴: کالم:۱، سطر:۹	۱:۴۴۰	۱:۴۴۱
۵۳۴: کالم:۱، سطر:۱۰	۷:۱۲۴	۸:۱۲۴
۵۷۳: کالم:۱، سطر:۱	دیباچہ	مقدمہ
۵۷۳: کالم:۲، سطر:۶	۱:۴۰	۱۰:۴۰
۵۷۵: کالم:۱، سطر:۱۹	۱:۳۰	۱۰:۳۰
۵۷۹: کالم:۱، سطر:۶	۱۰:۳۶۳	۱۰:۳۷۳
۵۸۳: کالم:۲، سطر:۱	۱۷:۲، ۵۴۲	۱۷:۲، ۵۴۱

''فہرستِ اشعار'' میں سے ذیل کی ردیفوں کے صفحات نمبر اور شعر نمبر بے محل درج ہو گئے ہیں ۔ فی الوقت جن کی تصحیح ممکن نہیں ہو سکتی۔

۵۲۵ : کالم:۱ ، سطر:۱	صہبا	۶ : ۱۴۷
۵۲۸: کالم:۲، سطر:۱۷	شعاع	۱:۱۵۰
۵۳۰: کالم:۲، سطر:۱۸	استوار، رکھتے ہیں	۱:۴۴۸
۵۳۰: کالم:۲، سطر:۱۹	زیادہ رکھتے ہیں	۲:۴۴۸
۵۳۰: کالم۲، سطر:۲۳	جفا، کہتے ہیں	۳:۱۸۷

۵۳۳: کالم:۱،سطر:۱۱	ہوا، کرے کوئی	۹:۲۲۲
۵۳۴: کالم:۱،سطر:۴	نظر، ملے	۳:۳۱۲
۵۳۴: کالم:۲،سطر:۱۳	پرہیز ہے	۱۰:۲۷۳
۵۳۵: کالم:۲،سطر:۱۲	کام، بہت ہے	۱۰:۳۲۶
۵۳۶: کالم:۱،سطر:۶	طلبگار، ہوتی آئی ہے	۱۰:۳۰۵

''صحت نامہ'' میں کچھ اغلاط کی بے محل نشان دہی اور تصحیح کی گئی ہے۔

۵۷۳: کالم:۲،سطر:۶	۱:۴۰	میررا	میرا
۵۷۴: کالم:۱،سطر:۱۸	۲:۱۰۴	الف	غزلیات الف
۵۷۵: کالم:۲،سطر:۴	۱۲:۵۵	معذور	معذور
۵۷۷: کالم:۲،سطر:۲۰	۱:۲۰۲	یرت	حیرت
۵۷۷: کالم:۲،سطر:۲۲	۹:۲۰۲	یری	میری

''دیوانِ غالب'' اُردو نسخۂ عرشی کا تیسرا ایڈیشن، مجلس ترقیٔ ادب، لاہور نے ۱۹۹۲ء میں اکبر علی خاں عرشی زادہ کی اجازت سے شایع کیا۔ یہ ایڈیشن، کچھ معمولی اختلافات کے ساتھ من وعن دوسرے ایڈیشن (۱۹۸۲ء) کی عکسی اشاعت ہے، جس کے مقدّمے، متن یا حواشی وغیرہ میں کسی طرح کا کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ وہی سائز اور وہی نسخ ٹائپ کی طباعت ہے۔ مجلس کے سلسلۂ اشاعت ''اُردو کا کلاسیکی ادب'' کے روایتی ڈیزائن کا آرٹ پیپر پر رنگین سرورق، (جو تقریباً اس ادارے کی ہر کتاب پر ہوتا ہے)۔ جو جلد کے ساتھ ہی چسپاں ہے۔ اس ایڈیشن میں گرد پوش نہیں ہے۔ اندرونی سرورق کے صفحہ ب پر ذیل کے کوائف درج ہیں۔

''باجازت جناب اکبر علی خاں عرشی زادہ

جملہ حقوق محفوظ

طبع اوّل ۱۹۴۱ء: جون ۱۹۹۲ء

تعداد: ۱۱۰۰

ناشر: مجلس ترقیٔ ادب، کلب روڈ، لاہور

قیمت: ۲۵۰ روپے

مجلس کے شایع کردہ اس ایڈیشن میں ''عرضِ ناشر'' یا عرشی زادہ کا اجازت نامہ شامل نہیں ہے۔ چند ایک مقامات سے عبارت حذف کر دی گئی ہے نیز طبع ثانی کے ''صحت نامہ'' میں جن غلطیوں کی نشان دہی کی گئی تھی اُن میں سے کچھ کو قلم سے اور کچھ کو ٹائپ کر کے درست کر دیا گیا ہے۔ اس نوع کی چند معمولی تبدیلیوں کی تفصیل یہ ہے:

- طبع ثانی میں پانچ مختلف تصاویر شامل ہیں اور مقدّمے میں ''تصاویر'' کے ذیلی عنوان سے ان کی تفصیل بتائی ہے کہ یہ کون کون سی ہیں اور ان کا ماٰخذ کیا ہے۔ زیرِ نظر طبعِ سوّم میں کوئی تصویر شامل نہیں کی گئی اس لیے ان سے متعلق مقدّمے کی عبارت کو بھی حذف کر دیا ہے۔ طبع ثانی کا مقدمہ صفحہ ۱۶۰ پر ختم ہوتا ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ سے اس تیسرے ایڈیشن کا مقدمہ صفحہ ۱۵۹ پر ختم ہو رہا ہے اور صفحہ ۱۶۰ مکمل سادہ ہے۔
- صفحہ ۴۵۶ پر پہلی سطر میں مندرج مصرعے پر، کسی دوسرے مصرعے کے چند مبہم سے الفاظ مکرّر اور بے محل ٹائپ ہو گئے ہیں جن سے اصل مصرعے (اسد، ہوں میں پر افشانِ رمیدن) کی قرأت نہیں ہو سکتی۔ یہ سہو صرف اس ایڈیشن میں ہے۔
- طبع ثانی کے ''صحت نامہ'' کی نشان زد غلطیوں میں سے کچھ کو درست کر لیا ہے اور باقی کو ''صحت نامہ'' ہی کے عنوان سے آخر میں شامل بھی رہنے دیا ہے لیکن طبع ثانی کے صفحہ ۵۷۲ پر طباعت کی غلطیوں کے بارے میں عرشی زادہ کی ''معذرت'' کو یہاں حذف کر دیا ہے۔ اس طرح زیرِ نظر ایڈیشن کا یہ صفحہ بھی بیاض ہے۔
- طبع ثانی کے ''صحت نامہ'' میں دو مختلف اشعار اور ایک غزل کو قلم زد کر دینے کے لیے کہا تھا زیرِ نظر ایڈیشن میں صفحہ ۱۶ اور صفحہ ۱۰۰ پر شعر نمبر ۲ کو پر مذکورہ شعر نمبر ۱۲، اس طرح قلم زد کیا ہے کہ متعلقہ صفحات پر اُن کی جگہ خالی رہ گئی ہے۔ ان کے علاوہ مذکورہ غزل صفحہ ۴۲۰ پر موجود رہنے دی ہے گویا اس کو قلم زد کرنا عمل میں نہیں آ سکا۔
- طبع ثانی کے ''صحت نامہ'' کے سب سے آخر میں صفحہ ۵۸۳ پر درج ہے:

''صفحہ ۵۲۴ کے بعد ۴۷۳ تا ۴۸۰ لکھا گیا ہے اسے ۵۲۵ تا ۵۳۲ بنا لیجیے''۔ طبع سوم میں صفحات کی یہ ترتیب درست کر لی گئی ہے۔ اس کے باوجود مذکورہ عبارت اس کے ''صحت نامہ'' میں شامل رہ گئی ہے۔

مقدّمے کے علاوہ طبع ثانی کے صفحات کی کل تعداد ۵۸۳ ہے۔ اس تیسرے ایڈیشن کا

آخری صفحہ (علاوہ مقدمہ) ۵۷۶ ہے۔ سات صفحات کی یہ کمی ''صحت نامہ'' کے صفحات میں ہوئی کیوں کہ جن غلطیوں کو درست کرلیا ہے اُنھیں خارج کر دیا ہے۔ اس تیسرے ایڈیشن کا چار صفحات پر مشتمل ''صحت نامہ'' دوبارہ ٹائپ کیا گیا ہے۔

طبع ثانی کے گیارہ صفحات پر مشتمل ''صحت نامہ'' میں سے سات صفحات پر درج غلطیوں کو متعلقہ مقامات پر بڑی دیدہ ریزی اور محنت سے درست کر دیا گیا ہے۔ اس کی صورت یہ رہی ہے کہ نقطوں، شوشوں اور اضافتوں کو اور بعض الفاظ کو بھی، مجلس کے کسی اہم رکن نے اپنے قلم سے درست کیا ہے اور بعض کو ٹائپ کروایا ہے۔ طبع ثانی میں بیشتر نقطے اور شوشے ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ اس کے صحت نامہ کے علاوہ بھی ایسے مقامات کو درست کر لینے کی کوشش کی گئی ہے لیکن کہیں کہیں یہ ہوا ہے کہ یہ نقطے اور شوشے طبع ثانی میں تو موجود ہیں لیکن اس تیسرے ایڈیشن میں کچھ صفحات کی طباعت ہلکی ہونے کی وجہ سے وہ ظاہر نہیں ہو سکے مثلاً صفحہ ۵۲۶ پر ''ہم سا، نہوا''، ''دوا، نہوا''، اور ''تسلّی، نہوا'' طبع ثانی میں ''نہوا'' کے ن کا نقطہ ہر جگہ موجود ہے لیکن اس تیسرے ایڈیشن میں یہ ظاہر نہیں ہوئے۔

اس تیسرے ایڈیشن کا ''صحت نامہ'' چوں کہ دوبارہ ٹائپ ہوا ہے اس لیے اس میں سے کچھ ایسی غلطیوں کو بھی خارج کر دیا ہے جن کو متعلقہ مقامات میں درست بھی نہیں کیا جا سکا تھا۔ ذیل میں طبع ثانی کے ''صحت نامہ'' میں سے طباعت کی ایسی اغلاط کو درج کیا جاتا ہے جن کی اس تیسرے ایڈیشن میں تصحیح بھی نہیں کی جا سکی اور انھیں ''صحت نامہ'' سے بھی خارج کر دیا گیا ہے۔ اس ایڈیشن کے ''صحت نامہ'' کو ٹائپ کرتے وقت جو غلطیاں ہوئیں انھیں قوسین میں رکھا ہے۔

صفحہ و سطر	غلط	صحیح
مقدمہ صفحہ: ۸۷ حاشیہ ۵	۱۱۶	۵۵

متن و دیگر

۱۴۸: ۱۷	ریشۂ	ح نشۂ
۱۷۶: ۱	نیرنگِ	نیرنگ (نیرلگ)

۲۰۲: ۵	برنگِ	برنگ
۲۲۱: ۱	حاشیۂ ق میں اس غزل کا کوئی شعر نہیں۔	
۲۹۲: ۱۲	وسی	اُسی (کے بجائے ''اوسی'' بنادیا گیا ہے)
۴۴۰: ۵	وجود	کوموجود
۴۶۱: ۱۹	تذکرۂ	تذکرۂ گلشنِ (''تذکرۂ'' اڑادیا ہے)
۴۶۸، ۲: ۱۲	کاتب	کتابت
۴۶۸، ۲: ۱۶	کاتب	کتابت
۴۷۴، ۱: ۱۳	ص ۷۹: ۱	ص: ۱۷۹: ۴

پچھلے صفحات میں طبع ثانی کی جو اغلاط طباعت (علاوہ ''صحت نامہ'')
درج کی ہیں وہ تمام اس ایڈیشن میں بھی برقرار ہیں۔

نسخۂ عرشی کے یہ تینوں ایڈیشن نسخ ٹائپ میں چھپے ہیں۔ اس ٹائپ کی ایک غلطی جو تینوں ایڈیشنوں میں ہر جگہ موجود ہے جو مغالطے کا باعث بنتی ہے وہ یہ کہ الفاظ ''فخر''، ''فخرِ دین''، ''فخر الدین'' اور ''فخر والدولہ'' میں دوسرا حرف ''خ'' اس طرح چھپتا ہے کہ بہ ظاہر ہر جگہ ''ج'' نظر آتا ہے یعنی ''فجر''، ''فجرِ دین''، ''فجر الدین'' اور ''فجر الدولہ'' وغیرہ۔

نسخۂ عرشی، غالب کے اُردو دیوان سے متعلق ہر طرح کی مستند معلومات کا واحد ماخذ ہے لیکن اس کے باوجود اس میں تصحیح طلب مقامات ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ:

۱۔ نسخۂ عرشی کے چوتھے حصے ''بادآورد'' کو مولانا عرشی کی خواہش کے مطابق پہلے حصے ''گنجینۂ معنی'' کے تحت لایا جائے۔
۲۔ آخر کے ''استدراک'' کی معلومات کو متعلقہ صفحات پر حواشی اور اخلافِ نسخ کا حصہ بنایا جائے۔
۳۔ ۱۹۶۹ء کے بعد کے مآخذ کی معلومات کا اضافہ کیا جائے۔
۴۔ اس میں موجود غلط روایات کی تصحیح کی جائے۔
۵۔ اس کی تدوینِ نو میں تدوین کے جدید سائنٹیفک اصولوں کو اپنایا جائے۔
۶۔ کتابت (ٹائپنگ) کی اغلاط سے اسے پاک کر کے کمپیوٹر کمپوزنگ کی صورت میں شایع کیا جائے۔

پاک و ہند کا کوئی ادارہ وسائل مہیا کرے اور رموزِ تحقیق و تدوین سے کامل آگاہی رکھنے والا کوئی بالغ نظر بزرگ محقق، نسخہء عرشی پر نظرِ ثانی کی ذمے داری قبول کرے تو مولانا عرشی کی زندگی کے حاصل اس علمی سرمائے کی اطمینان بخش تدوینِ نو ہو سکتی ہے۔ میری نظر ڈاکٹر مختار الدین احمد پر ٹھہرتی ہے جو ان سب خصائص کے حامل اور عامل ہونے کے ساتھ ساتھ غالب و عرشی سے محبت بھی رکھتے ہیں اور نسخہء عرشی کے ہر حسن و قبح سے آگاہ بھی ہیں۔

حوالے اور حواشی

۱۔ ''مکتوباتِ مولانا امتیاز علی عرشی بنام مختار الدین احمد''، مجلّہ ''تحقیق'' شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، شمارہ: ۱۲-۱۳، ۱۹۹۹ء، ص: ۷۰۵۔

۲۔ ''خطوط عرشی رام پوری''، نقوش (خطوط نمبر ۳) لاہور، شمارہ: ۱۰۹، اپریل، مئی ۱۹۶۸ء، ص: ۱۳۰۔

۳۔ ''نقوش'' (خطوط نمبر ۳) ایضاً، کے صفحہ ۱۵۵ پر مختار الدین احمد کے نام اس خط میں ''تشریحِ اشعارِ بقلمِ شاعر'' چھپا ہے۔

۴۔ ''مکتوباتِ مولانا امتیاز علی عرشی بنام مختار الدین احمد''، مجلّہ ''تحقیق''، ایضاً، ص: ۷۰۱۔

۵۔ ایضاً، ص: ۷۰۱۔

۶۔ ''خطوط عرشی رام پوری''، نقوش (خطوط نمبر ۳) ایضاً، ص: ۱۵۶۔

۷۔ ''مکتوباتِ مولانا امتیاز علی عرشی بنام مختار الدین احمد''، مجلّہ ''تحقیق''، ایضاً، ص: ۷۰۸۔

۸۔ ایضاً، ص: ۷۱۰

۹۔ ایضاً، ص: ۷۱۱

۱۰۔ ''ہماری زبان''، علی گڑھ، جلد: ۱۸، شمارہ: ۷، ۱۵-فروری ۱۹۵۹، ص: ۳۔

۱۱۔ ''خطوط عرشی رام پوری''، نقوش (خطوط نمبر ۳) ایضاً، ص: ۸۶۔

۱۲۔ اشتہار میں ہر جگہ سہواً ''بارہ'' نسخے چھپا ہے۔ جبکہ اصل میں چودہ نسخے ہیں۔

۱۳۔ ''عرشی صاحب کے خطوط'' (بنام سیّد حامد حسین جیلانی و ڈاکٹر ذکیہ جیلانی) مرتبہ: ڈاکٹر ذکیہ جیلانی، نئی دہلی: موڈرن پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۹ء، ص: ۱۸۳۔

۱۴۔ ''دیوانِ غالب اُردو'' کے بلاک میرزا صاحب کے خط کو ظاہر کرتے ہیں'' [نسخۂ عرشی، طبع اوّل، دیباچہ، ص: ۱۲۰] نسخۂ عرشی طبع اوّل میں ''دیوانِ غالب اُردو'' چار جگہ بطور عنوان آیا ہے جو غالب کے خط میں ہے۔ طبع دوّم اور طبعِ سوّم کے صرف اندرونی سرورق پر یہ بلاک ہے۔

۱۵۔ طبع اوّل میں یہ نام غلط طور پر ''آصف علی اصغر فیضی'' درج ہے جس کی طبع ثانی میں تصحیح کر دی گئی ہے۔ اصغر علی آصف فیضی، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بمبئی کے ڈائریکٹر تھے جو اپنے ارادے سے نسخۂ عرشی کو چھاپنا چاہتے تھے۔ مولانا عرشی اپنے ایک خط مورخہ ۷-فروری ۱۹۶۳ء میں انھیں لکھتے ہیں: ''دیوانِ غالب آپ ہی کی فرمائش پر مرتّب ہوا تھا۔ اس لیے اُسے... آپ ہی کی خدمت میں پیش ہونا چاہیے تھا۔ علاوہ ازیں وہ ایک طالب علمانہ ہدیہ تھا جو کسی دُنیوی اقتدار والے کے سامنے پیش ہوتا تو مرتّب کو وہ روحانی سکون واطمینان حاصل نہ ہوتا جو آپ کی خدمت میں پیش کرنے سے ملا ہے''۔ [خطوط عرشی رام پوری، نقوش، ایضاً، ص: ۹۵]۔

۱۶۔ دیباچے میں یہاں سہواً ۱۸۴۳ء درج ہو گیا ہے۔ جبکہ اصل میں ۱۸۳۳ء ہے۔

۱۷۔ ردیف ''ی'' میں غزل نمبر ۲۶۶ کا فرد شعر ''ن'' ردیف کا ہے جو وہاں سہواً درج ہو گیا۔ ''شرح غالبؔ'' کی اصلاح کے مطابق اسے یہاں شمار کر لیا ہے۔ گویا ردیف ''ن'' میں متن کی نسبت ایک غزل اور ایک شعر کا اضافہ ہوا اور ردیف ''ی'' میں ایک غزل اور ایک شعر کم ہو گیا۔

۱۸۔ یہاں بھی متن میں ردیف ''ؤ'' کے تحت ۶ غزلیں اور اُن کے ۴۷ اشعار ہیں لیکن ردیف ''ؤ'' کی تین اشعار پر مشتمل ایک غزل ردیف ''ی'' میں غزل نمبر ۲۶۷ کے تحت سہواً درج ہے۔ جسے اب یہاں ردیف ''ؤ'' کے تحت شمار کر لیا ہے گویا ردیف ''ؤ'' میں ایک غزل اور اس کے تین اشعار کا متن کی نسبت اضافہ ہوا، اور ردیف ''ی'' میں یہی ایک غزل اور تین شعر کم ہو گئے۔

۱۹۔ متن میں ردیف ''ی'' کے تحت ۱۱۳ غزلیں اور ان کے ۶۱۴ شعر ہیں لیکن مذکورہ بالا ردیف ''ن'' کی ایک شعر کی ایک غزل اور ردیف ''ؤ'' کی تین اشعار کی ایک غزل کو (جو سہواً ردیف ''ی'' کے تحت درج ہیں) متعلقہ ردیفوں میں شمار کر لیا ہے اس طرح ردیف ''ی'' سے ۲ غزلیں اور ان کے ۴ شعر کم ہو کر ۱۱۱ غزلیں اور ۶۱۰ شعر رہ گئے۔

۲۰۔ نسخۂ عرشی، صفحۂ متن ۱۳۰ اور ''شرح غالبؔ'' صفحہ ۳۲۸ دونوں جگہ یہ عنوان صیغۂ جمع کے طور پر ''مثنویات'' ہے حالانکہ اس کے تحت حصّہ نوائے سروش میں ایک ہی مثنوی ہے۔

۲۱۔ نسخۂ عرشی، صفحۂ متن ۲۸۴ پر یہ عنوان صرف ''مرثیہ'' ہے لیکن اس کے تحت دو اندراج ہیں جن میں سے پہلا مرثیہ ہے اور دوسرا ''سلام'' لیکن ''سلام'' پر عنوان نہیں ہے۔

۲۲۔ نسخۂ عرشی، صفحۂ متن ۲۸۷ پر یہ عنوان صرف ''سہرا'' ہے لیکن اس کے تحت تین سہرے ہیں۔

۲۳۔ ''نسخۂ حمیدیہ'' (مرتبہ، مفتی انوار الحق) کی اشاعت کا سال یہاں ۱۹۲۸ء درج ہے، جو درست نہیں۔ اصل میں یہ ۱۹۲۱ء ہے۔

۲۴۔ گیان چند، ڈاکٹر، ''رموزِ غالب''، کراچی: ادارہ یادگارِ غالب، ۱۹۹۹ء، ص: ۲۷۷۔

۲۵۔ اکبر علی خاں، ''ضمیمۂ نسخۂ عرشی''، نقوش، لاہور، شمارہ: ۱۰۱، نومبر ۱۹۶۴ء ص: ۱۸۶-۱۸۷

۲۶۔ ''نسخۂ عرشی'' طبع ثانی کی ترتیب و تدوین کو غلط طور پر مولانا عرشی کی بہ جائے اُن کے بیٹے عرشی زادہ سے منسوب کرنے والوں میں، بے بنیاد اور سب سے زیادہ اونچے سروں میں بولنے والے، کمال احمد صدیقی ہیں:

''نسخۂ عرشی''، نقشِ اوّل ایک ادبی کارنامہ ہے، کچھ خامیوں کے باوجود۔ اگر عرشی صاحب خود ان خامیوں کو دور کرتے اور نقشِ ثانی میں کچھ تبدیلیاں کرتے تو اس کی بھی ایک تاریخی حیثیت ہوتی۔ موجودہ صورت میں نقشِ ثانی کو امتیاز علی خاں عرشی جیسے جیّد عالم سے منسوب کرنا، ان کے وقار کو دھچکا پہنچانا ہے۔

...نقشِ ثانی میں عرشی زادہ نے تحریفیں کی ہیں، اور یہ نسخۂ عرشی ہے ہی نہیں اور اگر اسے نسخۂ عرشی کہنے پر اصرار ہے تو یہ جعلی نسخہ ہے''۔ [مضمون: غالبیات کو امتیاز علی خاں عرشی کی دین: دیوانِ غالب اُردو نسخۂ عرشی''، مشمولہ: مولانا امتیاز علی عرشی: ادبی و تحقیقی کارنامے، مرتبہ؛ پروفیسر نذیر احمد، نئی دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ، دسمبر ۱۹۹۱ء، ص: ۱۸۰-۱۸۱] موصوف، اپنے اس مضمون میں عرشی زادہ کی تحریفوں کی ایک بھی مثال پیش نہیں کر سکے۔

۲۷۔ ''خطوط عرشی رام پوری''، نقوش (خطوط نمبر ۳) ایضاً، ص: ۸۵۔

۲۸۔ ''عرشی صاحب کے خطوط''، مرتبہ، ڈاکٹر ذکیہ جیلانی، ایضاً، ص: ۱۸۴۔

۲۹۔ مکاتیبِ عرشی، ماہ نو، کراچی، اکتوبر ۱۹۶۵ء ص: ۵۱۔

۳۰۔ نادم سیتاپوری کی کتاب ''غالب کے کلام میں الحاقی عناصر'' کے نام سے پہلی بار، ادارہ فروغِ اُردو، لکھنؤ سے ۱۹۶۵ء میں شایع ہوئی۔ چند برس بعد اس کا پہلا پاکستانی ایڈیشن، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی سے شایع ہوا جس پر تاریخ اشاعت درج نہیں ہے۔ محولا اقتباس اس دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۱۰ سے لیا گیا ہے۔

۳۱۔ ''غالب آ گہی'' (باہم مکاتبت قدرت نقوی و مولانا عرشی) مرتبہ؛ سیّد قدرت نقوی، لاہور: مغربی پاکستان اُردو، اکیڈمی، اکتوبر ۱۹۹۲ء، ص: ۳۱۹۔

۳۲۔ ''غالب آ گہی''، ایضاً، ص: ۳۲۱۔

۳۳۔ ایضاً، ص: ۳۲۲۔

۳۴۔ ایضاً، ص: ۳۴۷۔

۳۵۔ ایضاً، ص: ۳۵۰۔

۳۶۔ ''عرشی صاحب کے خطوط''، مرتبہ؛ ڈاکٹر ذکیہ جیلانی، ایضاً، ص: ۹۸۔

۳۷ ''گلِ رعنا''، مرتبہ؛ مالک رام، دِلّی: علمی مجلس، مئی ۱۹۷۰ء، ص: ۳۰۔

۳۸ اس پہلے اشتہار میں یہ لفظ سہواً ''متوسط'' چھپ گیا ہے جسے بعد کے اشتہاروں میں درست طور پر ''مبسوط'' کرلیا گیا ہے۔

۳۹ نسخۂ عرشی طبع ثانی میں یہ عنوان ''سہرا'' سہو ہے۔

۴۰ یہ غزل نمبر بھی مقدّمے میں (ص: ۶۷) سہواً ۵۹ کی بجائے ۶۹ چھپ گیا ہے۔ کیوں کہ ''یادگارِ نالہ'' کے تحت صرف ۶۷ غزلیات ہے۔ ''صحت نامہ'' میں بھی اس کی تصحیح نہیں ہو سکی تھی۔

۴۱ مجلس ترقیٔ ادب لاہور سے، نسخۂ عرشی کی یہ پہلی اشاعت ہے۔ مجموعی طور پر تیسری۔ چوں کہ یہ دوسرے ایڈیشن کی عکسی اشاعت ہے اس لیے اندرونی سرورق پر دوسرے ایڈیشن کے مطابق ''نقشِ ثانی'' لکھا ہے۔ اسے ''تیسری اشاعت'' بنالینا چاہیے تھا تاکہ التباس نہ ہوتا۔ کیوں کہ کوائف میں ''طبع اوّل'' درج ہے اور سرورق پر ''نقشِ ثانی'' لہٰذا صرف اس ایڈیشن کے دیکھنے والے پر یہ قطعاً واضح نہیں ہوگا کہ یہ نسخۂ عرشی کا تیسرا ایڈیشن ہے۔

کتب

۱۔ انوار الحق، مفتی محمد، مرتبہ: ''دیوانِ غالب جدید المعروف بہ نسخۂ حمیدیہ''، آگرہ: مفید عام اسٹیم پریس، ۱۹۲۱ء۔

۲۔ ذکیہ جیلانی، ڈاکٹر، مرتبہ: ''عرشی صاحب کے خطوط''، نئی دہلی: موڈرن پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۹ء۔

۳۔ عرشی، امتیاز علی خاں مرتبہ: ''دیوانِ غالب اُردو نسخۂ عرشی''، (طبع سوم) لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۲ء۔

۴۔ عرشی، امتیاز علی خاں مرتبہ: ''دیوانِ غالب اُردو نسخۂ عرشی''، (طبع اوّل) علی گڑھ: انجمن ترقیٔ اُردو ہند، ۱۹۵۸ء۔

۵۔ عرشی، امتیاز علی خاں مرتبہ: ''دیوانِ غالب اُردو نسخۂ عرشی''، (طبع دوّم) نئی دہلی: ، انجمن ترقی اُردو ہند، ۱۹۸۲ء۔

۶۔ قدرت نقوی، سیّد، مرتبہ: ''غالب آگہی''، لاہور: مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۲ء۔

۷۔ گیان چند، ڈاکٹر، ''رموزِ غالب'' (طبع دوّم) کراچی: ادارۂ یادگارِ غالب، ۱۹۹۹ء۔

۸۔ مالک رام، مرتبہ: ''گلِ رعنا'' (اُردو و فارسی) دِلّی: علمی مجلس، ۱۹۷۰ء۔

۹۔ نادم سیتاپوری، ''غالب کے کلام میں الحاقی عناصر''، (طبع دوّم) کراچی: مدینہ پبلشنگ کمپنی، س، ن۔

۱۰۔ نذیر احمد، پروفیسر، مرتبہ: مولانا امتیاز علی عرشی: ''ادبی و تحقیقی کارنامے''، نئی دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ، دسمبر ۱۹۹۱ء۔

رسائل و جرائد

۱۱۔ مجلّہ ''تحقیق''، جام شورو، شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی، شمارہ نمبر: ۱۲-۱۳، ۱۹۹۹ء
۱۲۔ ماہ نامہ ''ماہِ نو''، کراچی، اکتوبر ۱۹۶۵ء۔
۱۳۔ ''نقوش''، لاہور، شمارہ: ۱۰۱، نومبر ۱۹۶۴ء۔
۱۴۔ ''نقوش'' (خطوط نمبر: ۳) لاہور، شمارہ: ۱۰۹، اپریل، مئی ۱۹۶۸ء۔
۱۵۔ ہفت روزہ، ''ہماری زبان''، علی گڑھ، جلد: ۱۸، شمارہ: ۷، ۱۵ فروری ۱۹۵۹ء۔
۱۶۔ ایضاً یکم مارچ ۱۹۵۹ء۔
۱۷۔ ایضاً ۱۵ دسمبر ۱۹۵۹ء۔
۱۸۔ ہفت روزہ، ''ہماری زبان''، نئی دہلی، جلد: ۴۱، شمارہ: ۲۵-۲۶، یکم و ۸ جولائی ۱۹۸۲ء۔

O < ------ > O